بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کی سب سے جامع عبادت

نماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کی سب سے جامع عبادت

نماز

تالیف:

مولانا ڈاکٹر محمد اسجد قاسمی ندوی صاحب

مہتمم وشیخ الحدیث

جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد

وخلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت مولانا

شاہ حکیم **محمد اختر** صاحب مدظلہم

Mob`ile: **09412866177**

ناشر:

مرکز الکوثر التعلیمی والخیری

مرادآباد

تفصیلات

نام کتاب	:	اِسلام کی سب سے جامع عبادت نماز
تالیف	:	مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی صاحب شیخ الحدیث جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد
طبع دوم	:	رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ مطابق اگست ۲۰۱۱ء
کمپیوزنگ	:	محمد اسجد قاسمی مظفرنگری
صفحات	:	۱۲۶
ناشر	:	**مرکز الکوثر التعلیمی والخیری مرادآباد**
قیمت	:	
مطبع	:	ڈائمنڈ پرنٹرز، نئی دہلی
تقسیم کار	:	اسلامک بک فاؤنڈیشن 1781 حوض سوئی والان، نئی دہلی 110002

ملنے کے پتے:

جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد یوپی

مکتبہ فدائے ملت مفتی ٹولہ مرادآباد

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

مکتبہ الفرقان لکھنؤ

اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی

مرکز دعوت وارشاد دارالعلوم الاسلامیہ بستی یوپی

مولانا عبدالسلام خان قاسمی 179 کتاب مارکیٹ، وزیر بلڈنگ، بھنڈی بازار ممبئی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

پیشِ گفتار

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

زیرِنظر کتاب نماز کے موضوع پر اپنے طرز کی جدید، منفرد اور اچھوتی پیش کش ہے۔ نماز کا موضوع ایسا ہے کہ جس پر اردو عربی اور سبھی زبانوں میں سیکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اور ائمۂ اکابر نے اس موضوع کے مختلف گوشوں پر بڑی تفصیل سے کام کیا ہے۔

میں عرصۂ دراز سے یہ غور کر رہا تھا کہ نماز کے فوائد، اقسام، اثرات خصوصاً خشوع کی تفصیلات اور اسے پیدا کرنے کے اسباب ووسائل اور طریقوں پر ایک کتاب مرتب کردوں؛ کیوں کہ نماز کے موضوع پر مرتب شدہ کتابوں میں عام طور پر یہ موضوعات نہیں ملتے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اب یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے، کتاب میں ہر بات آیات واحادیث کی روشنی میں مدلل لکھی گئی ہے۔

اس کتاب کی ترتیب میں میں نے حضرت مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی تفسیر ''تدبر قرآن'' اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کی ''سیرت النبی'' سے کافی استفادہ کیا ہے، میں ان دونوں کتابوں کا حد سے زیادہ احسان مند ہوں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب اپنے مندرجات کے تنوع اور جدت کے لحاظ سے قبول عام حاصل کرے گی اور اسلامی مکتبہ میں ایک عمدہ اور اچھوتا اضافہ ثابت ہوگی۔ **وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔**

محمد اسجد قاسمی ندوی
خادم الحدیث النبوی الشریف
جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد

۱۴ر شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ
۱۷ر جولائی ۲۰۱۱ء

مشمولات

پہلا باب

نماز اور مقام عبدیت

مقامِ عبدیت

جن وانس کی تخلیق کا اصل منشاء عبادت اور عبدیت ہے، ان کا اپنے مالک وخالق سے رابطہ اور رشتہ عبادت کا ہے، انسان بندہ ہے اور اللہ اس کا مولیٰ اور آقا ہے، عبدیت کے رشتے نے انسان کو اللہ سے جوڑ رکھا ہے، حقیقت یہ ہے کہ عبدیت اور بندگی کا رابطہ اتنا بڑا اور عظیم رابطہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی رابطہ نہیں۔

قرآنِ کریم میں جن وانس کا مقصد تخلیق بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ. (الذاریات: ٥٦)

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔

انسانوں کو قرآنِ کریم کی زبان میں حکم الٰہی سنایا جارہا ہے:

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرۃ: ٢١)

ترجمہ: اے لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اس پروردگار کی جو تمہارا اور تم سے پہلے گذر چکے لوگوں کا خالق ہے؛ تاکہ تم برے انجام سے بچ سکو۔

مزید فرمایا گیا:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّا اِیَّاهُ، ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ. (یوسف: ٤٠)

ترجمہ: فرماں روائی اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہے، اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو، یہی سیدھا طریق زندگی ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

اللہ اپنا واضح فیصلہ ذکر کرتا ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً. (الاسراء: ۲۳)

ترجمہ: آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

انبیاء کا پیغام اس طرح بیان ہوا ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَسُوْلاً اَنِ اعْبُدُوْا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ. (النحل: ۳۶)

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا اور اس کے ذریعہ سب کو خبردار کر دیا کہ بس اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

مزید فرمایا گیا:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لاَ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ. (الانبیاء: ۲۵)

ترجمہ: ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

قرآنِ کریم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی نے اپنی امت کو پہلا پیغام یہی دیا ہے کہ:

اُعْبُدُوْا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ.

ترجمہ: اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

انسان کی تخلیق کا مقصد جب اللہ نے عبدیت اور عبادت بتایا ہے تو اب سب سے افضل انسان وہی ہوگا جو اس مقصد میں سب سے فائق ہو، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ کمالِ عبدیت میں سب سے فائق ہیں؛ اس لئے آپ افضلِ مخلوقات اور اشرفِ کائنات ہیں، تمام انبیاء اور خصوصاً خاتم الانبیاء محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سروں پر عبدیت کا تاج رکھا گیا ہے۔ اور:

"اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کمالات و امتیازات سے نوازا ان میں سب سے بڑا امتیاز و کمال عبدیت کاملہ کا مقام ہے، عبدیت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی تذلل، بندگی و سرافگندگی، عاجزی ولاچاری اور محتاجی و مسکینی کا پورا پورا اظہار اور یقین کرتے ہوئے کہ سب کچھ اسی کے قبضہ واختیار میں ہے، اس کے در کی فقیری اور گدائی...... اس سب کے مجموعہ کا عنوان مقام عبدیت ہے، جو تمام مقامات میں اعلیٰ و بالا ہے، اور بلاشبہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں کامل ترین اور سب پر فائق ہیں......"۔ (معارف الحدیث ۵/۱۱۴)

اسی لئے قرآنِ کریم میں براہِ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بالواسطہ پوری امت کو حکم ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ. (الحجر: ۹۹)

ترجمہ: اور اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہئے جس کا آنا یقینی ہے۔

چوں کہ عبدیت کا مقام سب سے اعلیٰ مقام ہے، اسی لئے اللہ جب اپنے پیغمبر آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ ترین خصوصیات کا تذکرہ فرماتا ہے اور ان کے کمالات اور اپنے خاص انعامات کا بیان فرماتا ہے تو "عبد" کے لفظ کا انتخاب فرماتا ہے، اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج کا اعزاز ملا، اور سب سے زیادہ بلندی

تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جایا گیا تو اس واقعہ کے تذکرہ میں قرآنِ کریم نے ''عبد'' ہی کا لفظ ذکر فرمایا:

سُبْحَانَ الَّذِیٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصیٰ الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ. (الاسراء: ۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی بابرکت سرزمین تک لے گئی۔

پھر اسی سفر معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''سدرۃ المنتہیٰ'' تک پہنچنے کا ذکر ہوا، تو فرمایا گیا:

فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَآ اَوْحیٰ. (النجم: ۱۰)

ترجمہ: پھر اللہ نے اپنے بندے کو جو پیام دینا تھا دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا سب سے بڑا انعام قرآنِ کریم ہے، اس کو نازل کرنے کا تذکرہ جابجا ہوا ہے اور سبھی مقامات پر ''عبد'' کا لفظ آیا ہے۔ فرمایا گیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلیٰ عَبْدِہِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجاً. (الکہف: ۱)

ترجمہ: تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔

مزید ارشاد ہوا:

تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلیٰ عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْراً. (الفرقان: ۱)

ترجمہ: نہایت بابرکت ہے وہ ذات جس نے قرآن اپنے بندے

پرنازل کیا؛ تاکہ سارے جہان والوں کے لئے خبردار کردینے والا ہو۔

مؤمن جب نماز ادا کرتا ہے اور قعدہ میں ہوتا ہے تو توحید ورسالت کی شہادت دیتا ہے، وہاں بھی ''عبد'' کا لفظ ''رسول'' سے پہلے لاکر کہتا ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔

پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ اللہ جب اپنے مؤمن بندوں پر اپنی شفقتِ بے پایاں کا اظہار فرماتا ہے تو اس موقع پر بھی ''عباد'' (بندوں) کا لفظ استعمال فرماتا ہے، سورۂ فرقان کے آخری رکوع میں اہل ایمان کے مختلف امتیازی اوصاف کا تذکرہ آیا ہے، اس کے آغاز میں ''عبادالرحمٰن'' (رحمان کے بندے) کا لفظ مذکور ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (الزمر: ۵۳)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کردیتا ہے، وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

گنہگاروں کو مایوسی اور ناامیدی سے روکا جارہا ہے، اور اللہ بڑے پیار سے ان کو مخاطب فرمارہا ہے کہ اے میرے بندو! تم نے بڑے گناہ کئے ہیں مگر ناامید نہ ہو، تمہارے گناہوں سے بڑھ کر میری رحمت ہے، توبہ کرو اور میری طرف پلٹ آؤ، میں تم کو بخش دوں گا۔

مذکورہ تفصیل سے یہ حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے کہ اللہ کو انسانوں کی جو ادا سب سے زیادہ پیاری ہے وہ ''عبدیت'' کی ادا ہے، انسان یہ حقیقت ہمہ وقت ذہن نشین رکھے کہ وہ مالک نہیں، مالک ہر چیز کا صرف اللہ ہے اور انسان بس بندہ ہے، اور اس کا کام بندگی ہے، یہی اس کے روز وشب کا محور اور اُس کے دنوں کی تپش اور شبوں کا گداز ہونا چاہئے اور اسی میں اسے لذت وفرحت ملنی چاہئے۔

بندگی کا سب سے اعلیٰ مظہر نماز ہے

انسان کا جو رابطۂ عبدیت وبندگی اللہ سے ہے اس کا سب سے عمدہ اور اعلیٰ مظاہرہ نماز میں ہوتا ہے، نماز عبدیت کا بہترین مظہر ہے، یوں تو اللہ نے بندوں پر متعدد متنوع عبادات لازم کی ہیں اور ہر عبادت کا اپنا اپنا امتیاز ہے؛ لیکن ان عبادات میں سب سے زیادہ اہمیت اور برتری نماز کو حاصل ہے، سب سے پہلا فرض نماز ہے اور قیامت میں سب سے پہلے اسی کے متعلق باز پرس ہوگی۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی بندے کو دیکھو کہ وہ نماز کا پابند ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو، اور جس کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہو وہ اللہ کا محبوب ہے، اور وہ قیامت کے روز عرشِ الٰہی کے اس سائے میں ہوگا جس کے سوا اس روز کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تھا اور کسی بات کی فکر طاری ہوجاتی تھی تو فوراً نماز پڑھنے لگتے تھے۔

كَانَ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ فَزِعَ اِلَى الصَّلَاةِ. (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: جب کوئی معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لپک کر نماز ادا کرنے لگتے تھے۔

نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا اور آسرا تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا سرور اور آنکھ کی ٹھنڈک اور نور تھی۔

جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلاَةِ. (نسائی شریف)

ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

يَا بِلاَلُ! اَقِمِ الصَّلاَةَ اَرِحْنَا بِهَا.

ترجمہ: اے بلال! تکبیر کہو اور نماز کے ذریعہ ہماری راحت وسکون کا انتظام کرو۔

معلوم ہوا کہ عبدیت کا اعلیٰ ترین مظہر نماز ہے، اور سب سے اہم اور عظیم عبادت نماز ہے۔ قرآنِ کریم میں بیان کیا گیا:

اِنَّنِىْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِىْ وَاَقِمِ الصَّلاَةَ لِذِكْرِىْ. (طٰہٰ: ١٤)

ترجمہ: بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، تو میری عبادت کرو اور میری عبادت کے لئے نماز قائم کرو۔

نماز کی عظمت اور اہمیت

قرآنِ کریم میں ۱۰۰ر سے زائد مقامات پر صریح الفاظ میں اقامتِ صلاۃ کا حکم دیا گیا ہے، اور اللہ نے اپنے ہر پیغمبر اور نبی کو نماز کا حکم فرمایا اور ہر نبی نے اپنی امت کو اس حکم ربانی پر عمل کی تلقین کی۔ چند انبیاء کا ذکر نماز کے تعلق سے قرآن میں آیا ہے، ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے، اس سے نماز کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ ہوگا۔

(۱) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے نورِ نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی وادئ غیر ذی زرع میں آباد کرنے کا مقصد بتاتے ہوئے ''اقامتِ نماز'' کا ذکر فرمایا اور کہا:

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوْا الصَّلاَةَ. (ابراهيم: ٣٧)

ترجمہ: اے پروردگار! میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں۔

خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لئے اور اپنی ذریت کے لئے دعا کی:

رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ، رَبَّنَآ وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ. (ابراهيم: ٤٠)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی، پروردگار! میری دعا قبول فرما۔

(۲) حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے ذکر میں قرآن گویا ہے:

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكٰوةِ. (مريم: ٥٥)

ترجمہ: وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۳) حضرت لوط، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے بارے میں اللہ فرماتا ہے:

وَاَوْحَيْنَـا اِلَيْهِـمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ. (الانبياء: ٧٣)

ترجمہ: ہم نے انہیں وحی کے ذریعہ نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ. (طٰهٰ: ١٤)

ترجمہ: آپ میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔

(۵) حضرت زکریا علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے:

وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّىْ فِى الْمِحْرَابِ. (ال عمران: ٣٩)

ترجمہ: وہ محراب میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔

(۶) حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے انہیں طعنہ دیتے ہوئے کہا:

يَا شُعَيْبُ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ اَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا. (ھود: ۸۷)

ترجمہ: اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا:

وَاَوْصَانِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا. (مریم: ۳۱)

ترجمہ: اللہ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔

نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے آپ کی امت کو نماز کے تاکیدی احکام قرآن وحدیث میں سیکڑوں مقامات پر مختلف انداز میں دئے گئے ہیں، اور اس کو ہر مسلمان پر یکساں فرض کیا گیا ہے اور بہر صورت ادائیگی کی تلقین کی گئی ہے، صحت منداور بیمار، مردو عورت، مسافر و مقیم، خوش حال و بدحال، امیر و غریب، جوان اور بوڑھے سب اس حکم کے پابند ہیں، کھڑے ہوکر ادا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر ادا کرنے کا حکم ہے، بیٹھنا دشوار ہو تو لیٹ کر ادائیگی ضروری ہے، رکوع سجدہ اور حرکت نہ ہو سکے تو اشاروں سے ادا کرنا ضروری ہے، مسلمان اس فریضہ سے کسی حالت میں سبک دوش نہیں ہو سکتا۔

قرآنی ہدایات کی ایک جھلک

نماز کے سلسلہ میں قرآنی ہدایات کی ایک جھلک چند آیات کے ذریعہ پیش کی جارہی ہے:

(۱) **ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ، هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ. اَلَّذِيْنَ**

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ.

(البقرة: ۲-۳)

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، یہ ان خدا ترسوں کے لئے ہدایت ہے جو بے دیکھے اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور ہمارے عطا کردہ رزق میں سے راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت میں نماز کی پابندی کرنے والوں کو متقی، خدا ترس، قرآنی ہدایت کا اولین مستحق بتایا جارہا ہے اور آگے چل کر یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ایسے لوگ دنیوی واخروی فلاح سے بہرہ ور ہوتے ہیں، گویا اس میں نماز کے تین فوائد کا ذکر ہے: (۱) تقویٰ اور خدا ترسی کا مقام ملنا (۲) ہدایتِ قرآنی وربانی کا مستحق ہونا (۳) دنیوی واخروی فلاح سے بہرہ مند ہونا۔

(۲) اِنَّآ اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ.

(الکوثر: ۱-۳)

ترجمہ: ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کیا ہے، لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے، آپ کا دشمن بے نام ونشان ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''اتنے بڑے انعام واحسان (خیر کثیر) کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہئے۔ تو چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روح، بدن اور مال سے برابر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں، بدنی وروحی عبادات میں سب سے بڑی چیز نماز ہے، اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے''۔ (فوائد عثمانیہ ۸۰۴)

قرآنِ کریم میں دوسری جگہ بھی نماز اور قربانی کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ.

(الانعام: ۱۶۳-۱۶۴)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

(۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ. (البقرة: ۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بلا شبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی ہے کہ نماز مشکل کشا ہے، اور صبر و نماز وہ دو عظیم روحانی قوتیں ہیں جن سے انقلابِ حال اور اصلاحِ حال کے عظیم کام میں مدد لی جا سکتی ہے۔

مولانا دریابادیؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

''یعنی ہجوم و مشکلات کے وقت بھی مشکل کشائے حقیقی سے تعلق برابر جوڑے رہو، اس پر بھروسہ رکھو، اس کے آگے جھکتے رہو، روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کسی بڑی اور پر قوت ہستی سے تعلق قائم ہو جانے سے دل کو کتنی تقویت حاصل ہو جاتی ہے، خطرہ کے وقت پولیس کے پہنچ جانے سے کسی بڑے حاکم کے آ جانے سے ٹوٹی ہوئی آس کیسے جڑ جاتی ہے، پھر جب دل کا رابطہ ہمہ بیں و ہمہ داں ناصر حقیقی و محافظ حقیقی سے قائم ہو جائے تو انسان بے بنیان کی تسکین خاطر و تقویت قلب کا کیا پوچھنا؟ دنیا میں رہ کر زندگی کی کشمکش میں پڑ کر، مشکلات و مصائب کا پیش آتے رہنا ناگزیر ہے، افراد کو بھی اور امت و جماعت کو بھی، اور وہ دستور العمل ناقص ہے جو مشکلات کے دفاع اور مصائب سے مقابلہ کا طریقہ نہ بتائے۔ قرآنِ مجید نے بجائے غیر ضروری اور نامتناہی تفصیلات میں جانے کے یہاں اشارہ اصل اصول کی جانب کر دیا۔ صبر ایک سلبی کیفیت اور صلاۃ ایک ایجابی عمل ہے، ان دو کلیدی لفظوں سے اشارہ ادھر ہو گیا کہ انفرادی اصلاح اور اجتماعی فلاح دونوں کا راز صرف ان دو چیزوں میں ہے، ایک معاصی سے حفظ و احتیاط، دوسرے اوامر کا اتباع''۔ (تفسیر ماجدی ۱؍۲۸۴)

واقعہ یہی ہے کہ صبر ونماز کے ذریعہ خواہش نفس پر غالب آنے اور مشکلات کو جھیلنے کی طاقت اور اللہ کے ذکر وفکر سے پیدا ہونے والی روحانی قوت جس جماعت میں بھی پیدا ہوجائے وہ کبھی ناکام نہیں ہوسکتی۔

(٤) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. (البقرة: ٢٣٨)

ترجمہ: تمام نمازوں کی پابندی رکھو، خصوصاً درمیانی نماز (عصر) کی اور اللہ کے سامنے عاجزوں کی طرح کھڑے رہا کرو۔

نماز کی محافظت کے تین درجے ہیں، ادنیٰ درجہ وقت پر نماز کی ادائیگی اور فرائض وواجبات ترک نہ کرنا ہے، درمیانی درجہ جسم کا پوری ظاہری طہارت حاصل کرنا، اکل حلال کا عادی ہونا، دل کا خشوع وخضوع کی کیفیت سے لبریز ہونا، اور سنن ومستحبات وآداب کی مکمل رعایت کرنا ہے، اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس طرح استغراق اور حضور قلب وفنائیت کے ساتھ نماز ادا کی جائے جیسے کہ حق تعالیٰ کے سامنے نماز ہورہی ہو۔

قرآن کی اس مختصر آیت میں تین باتیں بیان ہوئی ہیں: (۱) نماز پانچ اوقات میں فرض ہے (۲) نماز سب سے اہم، باعظمت اور قابل اہتمام عبادت ہے (۳) نماز کی اصل حقیقت روح عجز ہے، معلوم ہوا کہ نماز خلاصۂ دین ہے، اور پوری مؤمنانہ زندگی کی وہ مختصر تصویر ہے جو پھیلے تو پوری اسلامی زندگی مجسم ہوکر سامنے آجاتی ہے۔

(٥) لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِىْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. (المائدة: ١٢)

ترجمہ: اگر تم نماز کے پابند رہوگے اور زکوٰۃ دیتے رہوگے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاتے رہوگے اور ان کی مدد کرتے رہوگے اور اللہ

کو اچھے طور پر قرض دیتے رہوگے (راہِ خدا میں خرچ کروگے) تو میں تمہارے گناہ ضرور دور کردوں گا اور ضرور تم کو بہشت کے باغوں میں داخل کردوں گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

اس آیت میں نماز، زکوٰۃ، ایمان بالرسل اور انبیاء کی مدد کا ذکر ہے۔نماز بدنی، زکوٰۃ وانفاق مالی، ایمان بالرسل قلبی ولسانی عبادتیں ہیں، اور انبیاء کی مدد وحمایت ایمان بالرسل کی اخلاقی تکمیل ہے، اس طرح یہ واضح فرمادیا گیا کہ قلب وقالب، جسم وروح، ظاہر و باطن، دل وزبان، جان ومال سب سے اللہ کی اطاعت کا اظہار کیا جائے اور اس کا نتیجہ گناہوں کی معافی اور جنت کا داخلہ بیان فرمایا گیا ہے۔

(٦) اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ. (التوبة: ١١٢)

ترجمہ: اللہ کی طرف بار بار پلٹنے والے، اس کی بندگی بجالانے والے، اس کی تعریف کے گن گانے والے، اس کی خاطر زمین میں گردش کرنے والے، اس کے آگے رکوع اور سجدے کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے ہی اصل مؤمن ہیں، ایسے مؤمنین کو آپ خوش خبری سنادیجئے۔

اس آیت میں سچے اہل ایمان کے اوصاف ومدراج کا ذکر تصریح کے ساتھ ہے، اور ان میں عبادات خصوصاً نماز کو اہمیت دی گئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ مخلص مؤمن وہ ہوتا ہے جو اللہ کی بندگی میں محور ہے، اس کی فکری، قلبی اور ظاہری وجسمانی تمام حالتیں عبادت گذارانہ بن جائیں، پھر اس کے ہر قول وعمل، گفت وشنید، نقل وحرکت میں عابدانہ روح جلوہ فرما ہو، وہ کبھی رکوع میں ہو، کبھی سجدے میں، اور یہ کیفیت اس کے جسم، قلب اور زبان سب پر ظاہر ہو۔

یہاں مؤمن کے جتنے اوصاف بیان ہوئے ہیں، ان میں ایک خاص ترتیبی حکمت بھی

ہے، راستی اور ہدایت کی راہ کا پہلا مقام سابقہ گمراہیوں اور بدعملیوں سے توبہ وانابت اور رجوع الی اللہ ہے، پھر سچی توبہ کا لازمی نتیجہ اللہ کی بندگی اور عبدیت میں فنائیت ہے، پھر عبادت گذاری کا لازمی اثر فکر وذکر کے مقام کا حصول ہے، جس سے معرفت الٰہی کی دولت ملتی ہے، اور آدمی حمد وثنائے باری میں لگ جاتا ہے، ان چیزوں کو اچھی طرح پالینے کے بعد ایک کامل مؤمن چین سے نہیں رہتا، اور وہ اس فکر کو عام کرنے کے لئے ملکوں ملکوں گردش کرتا رہتا ہے، پھر پانچویں منزل یہ ہوتی ہے کہ اس کی بندگی آخری مرحلہ تک پہنچ جاتی ہے، اور وہ بارگاہِ الٰہی میں بالکل جھک جاتا ہے، پھر دوسروں کی تعلیم وتربیت میں لگتا ہے اور پھر اس کے تمام اعمال حدودِ الٰہی کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ترجمان القرآن ۳/۳۴۵-۳۵۲)

(۷) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّیْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ، ذٰلِکَ ذِکْریٰ لِلذَّاکِرِیْنَ. (ھود: ۱۱٤)

ترجمہ: اور آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں، بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو نصیحت پذیر ہیں۔

اس آیت کریمہ میں سابقہ آیت میں مذکور ومطلوب اوصافِ صبر واستقامت کے حصول کے طریقہ وتدبیر کا بیان ہوا ہے، قرآن کی مختلف آیات میں اہل باطل کی بے ہودہ گوئیوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بالواسطہ پوری امت کو صبر اور استقامت کی تلقین کی گئی ہے، اور صبر واستقامت کے حصول کا طریقہ نماز کو قرار دیا گیا ہے، شیطان اور اعوانِ شیطان کی جانب سے پیش آمدہ مزاحمتوں اور مشکلات کا مقابلہ نماز ہی سے ہوسکتا ہے، وہی ایسی روحانی قوت ہے جو بندگانِ خدا کو خدا سے مربوط کرتی ہے، اور پھر اس ربط کے نتیجہ میں بندے پر ربانی رحمتوں، برکتوں اور انوار کی بارش ہوتی ہے، اور وہ وساوس سے پاک ہوکر مکمل حوصلہ مندی کے ساتھ ہر چیز کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔

نمازوں کی پابندی کا حکم دینے کے بعد اس کی ایک تاثیر یہ بتائی جارہی ہے کہ نماز؛ بلکہ تمام نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ بقول ایک مفسر:

''یہ صحیفۂ اسلامی کی عجیب وغریب دفعہ ہے، جس کی نظیر مشکل ہی سے کسی دوسرے صحیفۂ دینی میں ملے گی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہر حسنہ بجائے خود تو نیکی ہے ہی، ایک خاصہ اذہاب سیئہ (بدی کو مٹانے) کا بھی رکھتی ہے، نیکیوں کی افزائش کی ترغیب کا اس سے بہتر نسخہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ مرشدِ تھانویؒ نے فرمایا: طاعت کے انوار سے معصیت کی ظلمتیں دور ہوجاتی ہیں، اور ملکۂ طاعت کے غلبہ سے مادۂ معصیت مضمحل ہوجاتا ہے''۔ (تفسیر ماجدی ۲/۵۶۶)

(٨) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَقِيَاماً. (الفرقان: ٦٤)

ترجمہ: رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو راتوں کو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ وقیام میں لگے رہتے ہیں۔

مولانا اصلاحی اس آیت کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

''اس آیت میں ان کی خلوت کی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے، فرمایا کہ وہ اپنی راتیں اپنے رب کے آگے سجود وقیام میں گذارتے ہیں، سجداً وقیاماً کے اسلوب بیان سے جو شوق واضطراب نمایاں ہو رہا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے، ظاہر ہے کہ اس سے صرف فرض نمازیں مراد نہیں ہیں؛ بلکہ یہ تہجد کے سجود وقیام کی شب بیداریوں اور بے قراریوں کی تعبیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی راتیں نہ عیش کدوں میں گذارتے ہیں اور نہ نرم وگرم بستروں میں دنیا وعاقبت سے بے فکر ہوکر سوتے ہیں؛ بلکہ راتوں میں اٹھ اٹھ کر عذابِ جہنم سے بچائے جانے کے لئے دعائیں کرتے ہیں''۔ (تدبر قرآن ۵/۴۸۷)

(٩) اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرّاً وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ. (الفاطر: ٢٩)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے کھلے اور

چھپے خرچ کرتے ہیں، یقیناً وہ ایک ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس کے لئے کبھی کساد بازاری نہیں ہے۔

اس آیت میں اللہ کی معرفت رکھنے والے علماء حق کے تین اوصاف ''تلاوتِ کتاب، اقامت صلاۃ اور انفاق'' کا ذکر آیا ہے، حقیقت یہی ہے کہ یہی تین امور دین کے اصل محافظ اور خوفِ خدا کی بنیادی نشانیاں ہیں، قرآن نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہود اپنی کتاب کو فراموش اور نماز کو ضائع کر چکے تھے، اور زر پرستی میں غوطہ زن تھے، جب کہ مخلص اہل ایمان کے اوصاف یہاں اس سے مختلف مذکور ہیں۔

(۱۰) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ، تَرَاھُمْ رُکَّعاً سُجَّداً یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَاناً، سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو ان کے صحبت یافتہ ہیں وہ کفار پر سخت آپس میں رحم دل ہیں، تم ان کو اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں رکوع وسجود میں سرگرم پاؤ گے، ان کا امتیاز ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان سے ہے۔

اس آیت میں صحابہ کے اوصاف کا بیان ہے، ان کا پہلا وصف ''دشمنوں کے مقابلہ میں سخت اور باہم رحیم'' ان کے کمالِ ایمان کا ثبوت ہے، اور ان کا دوسرا وصف ''رکوع وسجود میں سرگرمی'' ان کے کمال عمل کی دلیل ہے، اور پھر یہ بتایا جارہا ہے کہ نماز ان کا ایسا لازمۂ زندگی اور وظیفۂ حیات بن گیا ہے کہ بندگی، سجدہ اور نماز کے آثار وانوار ان کے چہروں پر نمایاں وروشن رہتے ہیں، اور ان کے چہروں کی تابانی اور جمال اس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ بندگانِ خدا میں انبیاء کے بعد سب سے افضل ہیں۔

احادیثِ نبویہ کی روشنی میں نماز

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ. (بخاری شریف)

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، توحید و رسالت کی گواہی، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کی ادائیگی، حج بیت اللہ اور ماہِ رمضان کے روزے۔

اس حدیث میں واضح کر دیا گیا ہے کہ شہادتِ توحید و رسالت کے بعد اسلام میں سب سے عظیم مقام نماز کو حاصل ہے۔

(۲) **مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ، وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ.** (مسند احمد)

ترجمہ: جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

معلوم ہوا کہ جس طرح وضو کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی، اسی طرح نماز کے بغیر جنت میں داخلہ نہیں ہوسکتا۔

(۳) **اَلصَّلَاةُ نُوْرٌ.** (مسلم شریف)

ترجمہ: نماز روشنی ہے۔

قبر اور قیامت کی تاریکیوں میں نماز روشنی ہے، نماز بندۂ مؤمن کو برائیوں سے روک

کر نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے، قیامت کے دن نماز بہت بڑا سہارا اور آسرا ثابت ہوگی، نمازی کے چہرہ کی نورانیت نماز کا فیض ہوتی ہے۔

(٤) اَلصَّلاَ ةُ عِـمَـادُ الـدِّیْنِ، فَمَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّیْنَ، وَمَنْ هَدَمَهَا هَدَمَ الدِّیْنَ.

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے، جو اسے قائم کرے گا وہ دین کو باقی رکھے گا اور جو اسے ڈھائے گا وہ دین کو ڈھادے گا۔

(٥) اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصَّلاَةُ، فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ، وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ. (طبرانی)

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، اگر نماز اچھی ہوئی تو بقیہ اعمال بھی اچھے ہوں گے اور اگر نماز خراب ہوئی تو بقیہ اعمال بھی خراب ہوں گے۔

(٦) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: کَانَ آخِرُ کَلاَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّلاَةَ اَلصَّلاَةَ، اِتَّقُوْا اللّٰهَ فِیْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ. (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصیت یہ فرمائی کہ نماز کی پابندی کرو، اور اپنے غلاموں اور ماتحتوں کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔

ان چھ احادیث سے نماز کی اہمیت کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے، احادیث کے ذخیرہ میں اس موضوع کے تعلق سے سیکڑوں ہدایات مل سکتی ہیں۔

نماز چھوڑنے کا جرم اور نقصان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی پابندی کے بڑے تاکیدی احکام ارشاد فرمائے ہیں اور نماز چھوڑنے پر سخت وعیدوں اور سزاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔ کہیں فرمایا ہے:

بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلاَةِ. (صحیح مسلم)

ترجمہ: آدمی کے درمیان اور کفر کے درمیان حد فاصل نماز ہے۔

کہیں فرمایا:

اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلاَةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ. (ترمذی شریف)

ترجمہ: ہمارے اور منافقین کے درمیان معاہدہ نماز کا ہے، جو نماز چھوڑے وہ کافر ہوا۔

معلوم ہوا کہ نماز انسان کے ایمان کی دلیل ہے، اور جان بوجھ کر نماز چھوڑنا انسان کو کفر کی سرحد میں پہنچانے والا عمل ہے، زمانۂ رسالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر منافقین کے نفاق کے آشکارا ہونے کے باوجود منافقین کو جو جانی و مالی تحفظ اور معاشرتی وتمدنی حق حاصل تھا وہ ان کے نماز میں - ظاہری طور ہی سے سہی - شریک ہونے کی بنیاد پر تھا، اسی لئے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ منافقین اگر نماز ترک کرنے لگیں، تو ان کا کفر آشکارا ہوجائے گا اور وہ کسی مراعات کے مستحق نہ رہیں گے؛ بلکہ ان کے ساتھ کافروں جیسا سلوک کیا جائے گا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَتْرُكُوْا الصَّلاَةَ مُتَعَمِّدِيْنَ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّداً فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ. (طبرانی)

ترجمہ: جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو، جو عمداً نماز چھوڑتا ہے وہ مذہب اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَتْرُكَنَّ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّداً، فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ. (مسند احمد)

ترجمہ: تم ہرگز عمداً کوئی فرض نماز نہ چھوڑنا، ورنہ اللہ کا ذمہ تم سے بری ہوجائے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یہی نصیحت کی:

وَلَا تَتْرُكْ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّداً، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ. (ابن ماجه)

ترجمہ: کبھی بالارادہ نماز نہ چھوڑنا؛ کیوں کہ جس نے دیدہ ودانستہ نماز چھوڑ دی تو اس کے بارے میں وہ ذمہ داری ختم ہوگئی، جو اللہ کی جانب سے اس کے وفادار اور صاحب ایمان بندوں کے لئے ہے۔

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ دیدہ ودانستہ نماز چھوڑنا ایک کافرانہ عمل اور باغیانہ سرکشی ہے، جس کی وجہ سے انسان عنایاتِ خداوندی اور رحمت ربانی کا مستحق نہیں رہتا، اور اللہ کی کرم فرمائی اور نوازش اس سے بری الذمہ ہوجاتی ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہی فرمایا گیا ہے کہ نماز ایمان کا اتنا عظیم شعار ہے کہ اس کا ترک بظاہر اس کی دلیل ہے کہ ایسا شخص اللہ اور رسول اور اسلام سے لاتعلق اور ملت اسلامیہ سے الگ ہوگیا۔

بعض ائمہ اس طرح کی احادیث سے یہ سمجھتے ہیں کہ عمداً نماز چھوڑنے والا آدمی قطعی طور پر مرتد اور کافر ہو جاتا ہے، اور اس کے ساتھ کافروں جیسا سلوک ہی ہوگا، مگر اکثر ائمہ کا خیال ہے کہ نماز چھوڑنا گو ایک کافرانہ اور باغیانہ عمل ہے، جس کا کوئی جواز اسلام میں نہیں۔

''لیکن اگر کسی بدبخت نے صرف غفلت سے نماز چھوڑی ہے مگر اس کے دل میں نماز سے انکار اور عقیدہ میں کوئی انحراف نہیں پیدا ہوا ہے، تو اگرچہ وہ دنیا و آخرت میں سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے؛ لیکن اسلام سے اور ملت اسلامیہ سے اس کا تعلق بالکل ٹوٹ نہیں گیا ہے، اور اس پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوں گے، ان حضرات کے نزدیک مندرجہ بالا احادیث میں ترک نماز کو جو کفر کہا گیا ہے، اس کا مطلب کافرانہ عمل ہے اور اس گناہ کی انتہائی شدت اور خباثت ظاہر کرنے کے لئے یہ اندازِ بیان اختیار کیا گیا ہے، جس طرح کسی مضر غذا یا دوا کے لئے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ بالکل زہر ہے''۔ (معارف الحدیث ۳/۱۱۲)

ایک حدیث میں فرمایا گیا:

مَنْ فَاتَتْهُ صَلاةٌ فَكَأَنَّمَا وَتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ. (مسند احمد)

ترجمہ: جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال و دولت سب لٹ گئے۔

یعنی مال و دولت اور اہل وعیال کو لاحق ہونے والے نقصان کے خسارے سے بڑا خسارہ کسی نماز کے فوت ہو جانے میں ہے اور مال وعیال کو نقصان سے محفوظ رکھنے کا جو خیال واہتمام ہوتا ہے، اس سے کہیں زیادہ اہتمام نماز کو فوت ہونے سے محفوظ رکھنے کا ہونا چاہئے۔

اسی لئے فرمایا گیا:

لَا سَهْمَ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ. (مسند بزار)

ترجمہ: جو نماز نہیں پڑھتا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

مزید ارشاد ہوا:

لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا صَلَاۃَ لَہٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلَاۃِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ. (طبرانی)

ترجمہ: نماز کے بغیر دین معتبر نہیں، دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسم انسانی میں سر کا ہوتا ہے۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَفَاءُ کُلَّ الْجَفَاءِ وَالْکُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِیَ اللّٰہِ یُنَادِیْ اِلَی الصَّلَاۃِ فَلَا یُجِیْبُہٗ. (مسند احمد)

ترجمہ: سراسر ظلم اور کفر و نفاق ہے اس شخص کا عمل جو مؤذن کی اذان سنے مگر نماز کو نہ جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں تمام عمال کے نام یہ فرمان لکھا کہ:

اِنَّ اَھَمَّ اُمُوْرِکُمْ عِنْدِیْ الصَّلَاۃُ، مَنْ حَفِظَھَا وَحَافَظَ عَلَیْھَا حَفِظَ دِیْنَہٗ، وَمَنْ ضَیَّعَھَا فَھُوَ لِمَا سِوَاھَا أَضْیَعُ. (موطا امام مالك)

ترجمہ: تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم کام نماز ہے، جس نے نماز کی کما حقہ حفاظت کی اس نے اپنے پورے دین کی حفاظت کر لی اور جس نے نماز کو ضائع کیا تو وہ دین کے دوسرے کاموں کو اور زیادہ برباد کر دے گا۔

معلوم ہوا کہ نماز پوری زندگی کو پرکھنے کا معیار ہے، جس کی نماز جتنی اچھی ہوگی اس کی باقی زندگی اتنی ہی اچھی ہے، اور جس کی نماز میں جتنی کمی اور کوتاہی ہوگی اس کی باقی زندگی میں بھی اسی قدر کمی ہوگی۔

قرآنِ کریم بتاتا ہے کہ اگلی امتوں میں فساد نماز کھو دینے ہی کی وجہ سے آیا:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا. (مریم: ۵۹)

ترجمہ: پھر ان (انبیائے سابقین) کے بعد بعض ایسے ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور خواہشات کی پیروی کی، سو وہ عنقریب خرابی سے دوچار ہوں گے۔

بقول مولانا اصلاحی:

''ظاہر ہے کہ نماز ضائع کردینے کے بعد وہ دین کا اصل سررشتہ ہی کھو بیٹھے، نماز ہی وہ چیز ہے جو اگر صحیح طور پر ادا کی جائے تو بندے کو وہ عہد یاد دلاتی رہتی ہے جو اس نے اپنے رب سے باندھا ہے، اگر یہ چیز ضائع کردی جائے تو آدمی کا شیطان کے ہتھے چڑھ جانا قطعی ہے''۔ (تدبر قرآن ۴/۶۶۸)

اور بقول علامہ عثمانیؒ:

''دنیا کے مزوں اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر خدا تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہوگئے، نماز جو اہم العبادات ہے اسے ضائع کردیا، بعض تو فرضیت ہی کے منکر ہوگئے، بعض نے فرض جانا مگر پڑھی نہیں، بعض نے پڑھی تو جماعت اور وقت وغیرہ شروط وحقوق کی رعایت نہ کی، ان میں سے ہر ایک درجہ بدرجہ اپنی گمراہی کو دیکھ لے گا کہ کیسے خسارہ اور نقصان کا سبب بنتی ہے اور کس طرح بدترین سزا میں پھنساتی ہے، حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو جہنم کی اس بدترین وادی میں ڈھکیلا جائے گا جس کا نام ہی غیّ ہے''۔ (تفسیر عثمانی ۴۱۳)

معلوم ہوا کہ نماز شریعت کا منبع اور سرچشمہ ہے، شریعت کی بقاء وقیام کے لئے نماز کا قیام وبقاء لازم ہے۔

دوسراباب

نماز کی قسمیں اور ان کے اثرات

نماز کی دو قسمیں

ایک نماز رسمی، سطحی اور دکھاوے کی ہوتی ہے، اس میں صرف مظاہرہ مقصود ہوتا ہے، وہ صرف خانہ پری اور (Routeen Work) ہوتی ہے، اور ایک وہ نماز ہے جو ایمانی، ربانی، قرآنی، للہی، نورانی اور حقیقی وروحانی ہوتی ہے، دونوں طرح کی نمازیں لوگ پڑھتے ہیں، دونوں کی خصوصیات وتأثرات جدا جدا ہیں اور دونوں کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

رسمی اور سطحی نماز کا ذکر قرآنِ کریم اس طرح کرتا ہے:

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ، وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلَاةِ قَامُوْا كُسَالىٰ، يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلاً. مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ، لَآ اِلىٰ هٰٓؤُلَآءِ وَلَا اِلىٰ هٰٓؤُلَآءِ، وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلاً. (النساء: ۱۴۲-۱۴۳)

ترجمہ: بلاشبہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کررہے ہیں؛ حالاں کہ اللہ ان ہی کی چالوں کو ان پر الٹ رہا ہے، جب یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو بہت کاہلی سے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں، اور اللہ کی یاد کچھ یوں ہی سی کرتے ہیں، وہ کفر وایمان کے درمیان ڈانواڈول ہیں، نہ پورے اس طرف ہیں نہ پورے اُس طرف ہیں، جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو اس کے لئے تم کوئی راستہ نہ پاؤ گے۔

دوسری جگہ فرمایا گیا:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ. الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلوتِهِمْ سَاهُوْنَ.
الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُ وْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ. (الماعون: ٤-٧)

ترجمہ: تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں، جو ریا کاری کرتے ہیں، اور ادنیٰ چیزوں میں بھی بخل کرتے ہیں۔

نماز سے غفلت کے معنی یہ ہیں کہ نماز کو غیر اہم سمجھتے ہیں، کبھی پڑھتے ہیں، کبھی نہیں، دنیوی امور میں مشغول ہو کر دانستہ نماز چھوڑ دیتے ہیں، جب پڑھتے بھی ہیں تو بے دلی کے ساتھ با دل ناخواستہ مصیبت سمجھ کر ٹالتے ہیں، نماز میں جسم ولباس سے کھیلتے ہیں، ذکر الٰہی اور خوفِ ربانی سے محروم ہوتے ہیں، نماز اتنی جلدی پڑھتے ہیں جیسے ٹھونگیں مار رہے ہوں، نماز میں کیا پڑھا؟ کچھ خیال نہیں رہتا، دل دنیا کے کاروبار میں معلق رہتا ہے، بس نمازی کی شکل ہوتی ہے، نماز کی اصل روح مفقود ہوتی ہے۔ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

تِلْكَ صَلاَةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعاً لاَ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلاَّ قَلِيْلاً. (صحيح مسلم)

ترجمہ: یہ منافق کی نماز ہے، وہ عصر کے وقت بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے (یعنی قریب الغروب ہوتا ہے) تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے، جن میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔

سورۂ ماعون کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کا وقت ٹال کر پڑھتے ہیں اور اس کے وقت کو ضائع کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن جریر بروایت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ)

آیت کے ذیل میں مولانا اصلاحی نے بڑی عمدہ بات تحریر کی ہے:

''یہاں غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ان کی نمازوں کے بے روح و بے جان ہونے پر دو چیزوں سے دلیل قائم کی ہے، ایک ان کی ریاکاری سے دوسرے ان کی خسّت سے، نماز کی اصل حقیقت اخلاص ہے، اس کے سوا اگر کوئی اور غرض اس میں شامل ہوجائے تو نماز بالکل باطل اور اپنے اصل مقصد کے اعتبار سے نہ صرف بے نتیجہ؛ بلکہ نہایت مہلک ہوتی ہے، ان لوگوں کی نمازیں اول تو ان کے فسادِ عقیدہ کے سبب سے اخلاص سے محروم تھیں۔ ثانیاً وہ پڑھتے بھی محض دکھاوے ہی کے لئے تھے، اس طرح کی نماز ظاہر ہے کہ محض ایکٹنگ ہوتی ہے جس کا زندگی کے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا، جس طرح کسی ڈرامے میں مجنوں کا پارٹ ادا کرنے سے کوئی مجنوں نہیں بن جاتا۔ اسی طرح اس قسم کے لوگ مسجد میں آجانے اور رکوع وسجود اور قیام وقعود کی نمائش کردینے سے نمازی نہیں بن جاتے۔ علاوہ ازیں ان لوگوں کی خسّت بھی اس بات کی دلیل تھی کہ ان کی نمازیں بالکل بے روح و بے جان ہیں، نماز کی اصل روح اپنے رب کی شکر گذاری ہے، جو بندہ اپنے رب کا شکر گذار ہوتا ہے وہ خسیس ولئیم نہیں ہوتا؛ بلکہ فیاض وکریم ہوتا ہے۔ فلسفۂ دین کے اعتبار سے جذبۂ شکر کی تحریک سے سب سے پہلے نماز وجود میں آتی ہے اور پھر نماز انفاق کے لئے محرک بنتی ہے، اور پھر انہیں دو چیزوں پر شریعت کا پورا نظام قائم ہے''۔ (تدبر قرآن ۹/۵۸۴-۵۸۵)

دوسری طرف ایمانی اور ربانی نماز ہے، اس کا ذکر قرآنِ کریم کرتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلاَتِهِمْ خَاشِعُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ. (المؤمنون: ۱-۳)

ترجمہ: وہ اہل ایمان فلاح یاب ہیں جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں، اور جو لغویات سے احتراز کرتے ہیں۔

واضح فرما دیا گیا کہ جو اہل ایمان اپنی کمر، سر، جبین کو جھکانے کے ساتھ ہی اپنے دل بھی اللہ کے سامنے جھکا دیتے ہیں اور ان کا ہر ہر عضو عبدیت کے قالب میں ڈھل جاتا ہے، وہی اصلاً نماز کی اصل روح حاصل کرتے ہیں، ان کو قرآن فائز المرام اور دنیوی واخروی لحاظ سے فلاح یاب وبامراد قرار دے رہا ہے، آگے ان کی زندگی پر ان کی روحانی وربانی نماز کی تاثیر بیان ہو رہی ہے کہ نماز حقیقی کے نتیجہ میں ہر اس قول وعمل سے گریز کرتے ہیں جو زندگی کے اصل مقصود رضائے الٰہی سے غافل بنانے والا ہو۔

اسی کو ایک جگہ یوں بیان کیا گیا ہے:

اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ. (العنکبوت: ٤٥)

ترجمہ: بلاشبہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

اس دنیا میں جتنے بھی اخلاقی مفاسد ہو سکتے ہیں ان سب کو ''فحشاء اور منکر'' کے الفاظ محیط ہیں۔ شہوانی جذبات کے انحراف یا بے اعتدالی سے وجود پذیر ہونے والی برائیاں ''فحشاء'' کہلاتی ہیں اور حرص وطمع کی بے اعتدالی، حب مال وجاہ کے افراط، نیک سماج کی پاکیزہ اقدار وروایات اور مشہور ومعروف مسلمات کی خلاف ورزی سے پیدا ہونے والی برائیاں ''منکر'' میں شامل ہیں۔ آیت واضح کر رہی ہے کہ ایسی تمام برائیوں سے روکنے میں نماز کے سوا دنیا میں کوئی بھی ایسا نظام تربیت نہیں جو مؤثر ہو سکے، صرف نماز ہی ہے جو ان تمام برائیوں سے روکتی ہے۔ بقول مولانا اصلاحی:

''نماز کی حیثیت ایک نہایت مؤثر واعظ وزاجر کی ہے، جو لوگ نماز کو اس کے آداب وشرائط کے ساتھ ادا کرتے ہیں، خواہ خلوت کی نماز ہو یا جلوت کی، ان کی نماز اپنے ظاہر وباطن دونوں سے ان حقائق کی یاد دہانی کرتی رہتی ہے، جن کی یاد دہانی زندگی کو صحیح شاہراہ پر

قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے، اگر کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تو اس کی مثال اس ڈرائیور کی ہے جو اپنی زندگی کی گاڑی پوری رفتار سے چلا تو رہا ہے؛ لیکن اس کی رہنمائی کے لئے داہنے بائیں جو نشانات اس کو صحیح راہ بتانے اور خطرات سے آگاہ کرنے کے لئے لگے ہوئے ہیں، ان سے وہ بالکل بے پروا اور بے خبر ہے، ایسا ڈرائیور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اپنی گاڑی کسی کھڈ میں گرائے''۔ (تدبر قرآن ۶/۵۴۳)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفصیل کے باوجود علامہ عثمانی کے تفسیری نکات بھی قارئین کے سامنے پیش کردئے جائیں۔ آیت کے ذیل میں وہ رقم طراز ہیں:

''نماز کا برائیوں سے روکنا دو معنی میں ہوسکتا ہے، ایک بطریق تسبب، یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت وتاثیر یہ رکھی ہو کہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دے، جیسے کسی دوا کا استعمال کرنا بخار وغیرہ امراض کو روک دیتا ہے، اس صورت میں یاد رکھنا چاہئے کہ دوا کے لئے ضروری نہیں کہ اس کی ایک ہی خوراک بیماری کو روکنے کے لئے کافی ہو جائے، بعض دوائیں خاص خاص مقدار میں مدت تک التزام کے ساتھ کھائی جاتی ہیں، اس وقت ان کا نمایاں اثر ظاہر ہوتا ہے بشرطیکہ مریض کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کرے جو اس دوا کی خاصیت کے منافی ہو، پس نماز بھی بلاشبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے، ہاں ضرورت اس کی ہے کہ ٹھیک مقدار میں اس احتیاط کے ساتھ جو اطبائے روحانی نے تجویز کیا ہو، خاص مدت تک اس پر مواظبت کی جائے۔ اس کے بعد مریض خود محسوس کرے گا کہ نماز کس طرح اس کی پرانی بیماریوں اور برسوں کے روگ کو دور کرتی ہے، دوسرے معنی یہ ہوسکتے ہیں کہ نماز کا برائیوں سے روکنا بطور اقتضاء ہو یعنی نماز کی ہر ایک ہیئت اور اس کا ہر ایک ذکر مقتضی ہے کہ جو انسان ابھی بارگاہِ الٰہی میں اپنی بندگی، فرماں برداری، خضوع وتذلل، اور حق تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور حکومت وشہنشاہی کا اظہار واقرار کرکے آیا ہے، مسجد سے باہر آکر بھی بدعہدی اور شرارت نہ کرے اور اس شہنشاہ مطلق کے احکام سے منحرف نہ ہو، گویا نماز کی ہر ایک ادا مصلی کو پانچ وقت حکم دیتی ہے کہ او بندگی اور غلامی کا دعویٰ کرنے والے! واقعی بندوں اور غلاموں کی طرح رہ، اور بزبان حال

مطالبہ کرتی ہے کہ بے حیائی اور شرارت وسرکشی سے باز آ، اب کوئی باز آئے یا نہ آئے، مگر نماز بلاشبہ اسے روکتی اور منع کرتی ہے''۔ (فوائد عثمانیہ ۵۳۵)

آگے یہ فرمایا گیا کہ اللہ کا ذکر سب سے بڑی دولت ہے، قرآن میں ایک مقام پر آیا ہے کہ:

اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (الرعد)

ترجمہ: سنو! اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ دل ہی تمام عزائم اور حوصلوں کا سر چشمہ ہے، دل توانا اور مضبوط ہے تو انسان سے زیادہ قوی کوئی شئ نہیں، اور دل ناتواں اور کمزور ہے تو انسان سے زیادہ ناتواں کوئی نہیں۔قرآن کہہ رہا ہے کہ دلوں کو قوت بخشنے والی چیز اللہ کا ذکر اور یاد ہے، اور ذکر الٰہی کی سب سے عمدہ، جامع، دل پذیر اور مؤثر شکل نماز ہے۔

قرآنِ کریم کی اس آیت میں ایمانی اور رسمی دونوں نمازوں کی پہچان کا معیار اور فرق بتا دیا گیا ہے کہ جو نماز انسان کو پوری عملی زندگی میں برائیوں سے روک دے وہ ایمانی نماز ہے، اور جس کی نماز اسے عملی زندگی میں برائیوں سے نہ روکے، اور نماز کی ادائیگی کے باوجود اس کی عملی زندگی فحشاء ومنکر سے آلودہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی نماز صحیح تذکر واخلاص اور روح ونور سے خالی ہے، اور اس کی حیثیت رسمی وسطحی مظاہرے اور دکھاوے سے زیادہ کچھ نہیں، اور ایسی ہی نماز کے بارے میں:

لَمْ یَزْدَدْ بِھَا مِنَ اللّٰہِ اِلاَّ بُعْداً.

ترجمہ: جس کے ذریعہ اللہ سے قرب کے بجائے بعد بڑھتا ہے۔

کی وعید آئی ہے۔

نماز کی یہ تاثیر کہ وہ تمام ظاہری وباطنی گناہوں سے روکتی ہے، احادیث میں بھی مذکور

ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلاَتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَلاَ صَلاَةَ لَهُ. (طبرانی)

ترجمہ: جس شخص کو اس کی نماز فحش و منکر سے نہ روکے اس کی نماز نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

لَا صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يُطِعِ الصَّلاَةَ، وَطَاعَةُ الصَّلاَةِ اَنْ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. (روح المعانی)

ترجمہ: اس شخص کی نماز نہیں جس نے نماز کی اطاعت نہیں کی، اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ نماز آدمی کو فحش و منکر سے باز رکھے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اِنَّ فُلاَناً يُصَلِّىْ فَإِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ.

ترجمہ: فلاں شخص (رات میں) نماز پڑھتا ہے، پھر صبح ہوتے ہی چوری کرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَتَنْهَاهُ مَا يَقُوْلُ. (مجمع الزوائد ۵۳۱/۲)

ترجمہ: اس کی نماز اس کو برے کام سے عنقریب روک دے گی۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد وہ شخص اپنے گناہ سے تائب ہو گیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ هٰذَا الْوَرَقُ، وَقَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّيْلِ، إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، ذٰلِكَ ذِكْرىٰ لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ (مسند احمد)

ترجمہ: مسلمان جب اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرتا ہے، تو اس کے گناہ ایسے ہی جھڑ جاتے ہیں جیسے یہ پتے جھڑ رہے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ: ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دن کے دونوں حصوں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کی پابندی کیجئے، بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ باتیں نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے مکمل نصیحت ہیں''۔

اس حدیث میں بھی ایمانی اور ربانی نماز کی یہ تاثیر بیان ہوئی ہے کہ وہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور کفارہ بن جاتی ہے؛ لیکن ملحوظ رہے کہ نماز اور دیگر اعمال حسنہ سے صغیرہ گناہ ہی معاف ہوتے ہیں، کبائر کی معافی صرف توبہ ہی سے ہوسکتی ہے۔

اسی تاثیر کا ذکر یوں بھی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْراً بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقىٰ مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ، قَالُوْا لَا يَبْقىٰ مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ، قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوْ بِهِنَّ اللّٰهُ الْخَطَايَا. (بخاری ومسلم)

ترجمہ: بتاؤ! اگر کسی کے دروازے کے پاس پانی کی نہر ہو، جس

میں وہ روزانہ پانچ بار غسل کرتا ہو،تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ایسے آدمی کے جسم پر ذرا بھی میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالکل اسی طرح پانچوں فرض نمازوں کی ادائیگی کے نتیجے میں اللہ گناہوں کو زائل فرمادیتا ہے۔

ایمان کی دولت سے سرفرازی کے بعد معاصی کا ارتکاب اصلاً غفلت کا نتیجہ ہوتا ہے، اب اگر خشوع وخضوع کے ساتھ ربانی وایمانی نماز ادا کی جائے تو ازالۂ غفلت اور معاصی کو دور رکھنے کی اس سے بڑی کوئی تدبیر ہو ہی نہیں سکتی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے کہ مؤمنانہ، قرآنی، ربانی اور روحانی نماز کی اصل پہچان اور علامت یہ ہے کہ انسان اس کے سانچے اور قالب میں ڈھلنے اوراس کے رنگ میں رنگنے کے بعد یکسر بدل جائے، اور یہ مشاہداتی وتجرباتی واقعہ ہے کہ جو مسلمان ایمانی مطلوبہ نماز ادا کرتا ہے، پھر مسجد کے باہر جب اس کے قدم نکلتے ہیں،تو وہ ایک بدلا ہوا مسلمان ہوتا ہے اوراس کی مثال بالکل اس مریض کی ہوتی ہے جو بیماری کی وجہ سے ہاسپٹل میں داخل ہوتا ہے، پھراس کا علاج ہوتا ہے اور پھر وہ صحت یاب ہوکر بھلا چنگا واپس آتا ہے، اسی طرح ایک کمزور ایمان اور تھوڑے عمل والا مسلمان جب مسجد میں آکر اللہ والی نماز مطلوبہ کیفیات کے ساتھ ادا کرتا ہے،تو اس کے بعد اس کی زندگی میں ایک عجیب وغریب تغیر اور انقلاب آجاتا ہے، پھر وہ برائی، بے حیائی، منکرات، بدعات، رسوم وخرافات، بے راہ روی، اسراف، ظلم اور تمام گناہوں سے بچتا ہے، وہ سر سے پیر تک مسلمان بن جاتا ہے، اور ہر شعبۂ زندگی میں اسلام پر عمل پیرا ہوجاتا ہے، پھراس کی ذات نمونہ بن جاتی ہے اور قابل صد رشک وفخر ہوجاتی ہے۔

جوانسان ایمانی نماز ادا کرتا ہے،اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب وہ نماز میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے تو وہ رسمی بول نہیں بولتا؛ بلکہ اس کی حقیقت اس کے سینہ میں جاگزیں ہوتی ہے،

وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کے نفس، اس کی لذتوں، خواہشوں، آستینوں اور گھروں کے بتوں، خاندانی رسومات، سب سے بڑا اللہ ہے، وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ ہر طاقت وقوت، ہر جاہ ومنصب، ہر فرد وشخصیت اور دنیا کی ہر سپر پاور سے بڑا ہے۔

پھراس کے بعدوہ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں) اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (بے حد مہربان اور شفیق رب کے نام سے شروع کرتا ہوں) اور ثنا، پھر سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے، اس طرح وہ اپنے دل میں ایک عہد و پیمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کی شریعت کو کبھی پس پشت نہ ڈالے گا، وہ خلوت میں ہو یا جلوت میں، تنہائی میں ہو یا انجمن میں، سفر میں ہو یا حضر میں، پیدل ہو یا سوار، خوش ہو یا غمزدہ، تندرست ہو یا بیمار، وہ کبھی بھی نظام الٰہی سے غافل نہ ہوگا۔ پھر وہ رکوع میں جاتا ہے، اپنی سیدھی قامت کو جھکاتا ہے، اور ایسا صرف اپنے مالک کی رضا کے لئے کرتا ہے اور کہتا ہے: ’’سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ‘‘ (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی عظمت والا ہے) پھر وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر عبدیت وبندگی کا آخری مظاہرہ کرتا ہے، اب وہ اپنا سر، پیشانی، ناک سب کچھ زمین پر رگڑ دیتا ہے، ٹیک دیتا ہے، اس طرح وہ پوری طاقت، خلوص اور عاجزی سے یہ معاہدہ کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار! اب میں تیری شریعت سے سرمو بھی انحراف نہ کروں گا۔ یہ نماز کا درس اور پیغام ہے اور یہی اس کی دعوت ہے، جس سے زیادہ زندہ، پائندہ، متحرک، جاوداں اور انقلابی کوئی دعوت نہیں، اگر اس طرح نماز ادا کی جائے کہ ضمیر زندہ ہو، شعور بیدار ہو، دماغ حساس ہو، دل ونگاہ بینا ہوں، تو ایسی نماز سے بڑی کوئی تعلیم گاہ نہیں، دوسری تعلیم گاہوں میں سالہا سال کی محنت کے بعد ڈگری ملتی ہے؛ لیکن نماز کی درس گاہ وتعلیم گاہ ایسی ہے جہاں چند منٹوں میں وہ ڈگری مل سکتی ہے جو انقلاب کی پیامبر ہوتی ہے، جس سے کائنات متزلزل ہوسکتی ہے، رسمی وسطحی انداز کے ہزاروں سجدے ہوں تو ان سے ذرہ تک بھی

نہیں ہلتا؛ لیکن ان کے مقابلہ میں ایک ایمانی اور ربانی سجدہ ہوتو وہ کایا پلٹ دیتا ہے:

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار وسجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

دین اسلام کا ہر متبعِ اسلام سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ رسمی، سطحی، قومی اور دکھاوے کی نماز وعبادت کے بجائے ایمانی وللہی نماز وعبادت کی طرف رجوع ہو۔ ایک حدیث میں اس کا واضح فرق بھی اس طرح بتایا گیا ہے کہ:

مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوراً وَبُرْهَاناً وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُوراً وَلاَ بُرْهَاناً وَلا نَجَاةً، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ. (بیہقی)

ترجمہ: جو شخص نماز کا اہتمام پابندی اور حفاظت کرتا ہے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور، اس کے ایمان کی دلیل اور عذاب سے نجات کا باعث ہوگی، اور جو نماز کا اہتمام، پابندی اور حفاظت نہیں کرتا، تو اس کے لئے نہ تو قیامت کے دن کوئی نور ہوگا، نہ دلیل ہوگی اور نہ عذاب سے نجات کا کوئی ذریعہ ہوگا؛ بلکہ وہ قیامت کے دن فرعون وہامان اور ابی ابن خلف (جیسے کافروں) کے ساتھ (جہنم میں) ہوگا۔

شاعر اسلام علامہ اقبال نے بھی رسمی اور ایمانی دونوں نمازوں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ امت میں رسمی عبادتیں تو ہیں، مگر روح سے خالی اور بے جان ہیں۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

دوسری طرف ایمانی نماز کی تاثیر یہ بتائی ہے:

لا الٰہ باشد صدف گوہر نماز
قلبِ مسلم راجح اصغر نماز
در کفِ مسلم مثال خنجر است
قاتل فحشاء و بغی و منکر است

ترجمہ: کلمہ طیبہ سیپ ہے، نماز اس کا موتی ہے، در یکتا ہے، گوہر نایاب ہے، نماز حج کی مانند عاشقانہ عبادت ہے، نماز مسلمانوں کے ہاتھوں میں ایک خنجر ہے جو بے حیائی، برائی اور منکر کو دور کر دیتی ہے اور مٹا دیتی ہے۔

ایمانی اور حقیقی نماز کے چند نمونے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳/سال کی مختصر ترین مدت میں جزیرۃ العرب میں جو انقلاب پیدا کیا، اس کا ایک اہم ترین سبب یہ بھی تھا کہ آپ غازیٔ کردار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہا اور جس چیز کا حکم دیا، سب سے پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبعین اسلام کو ایمانی اور حقیقی نماز کی دعوت دی، تو سب سے پہلے خود نماز کی پابندی اور اہتمام کر کے عملی نمونہ پیش فرما دیا، نماز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربط اور عشق و تعلق اتنا زیادہ اور بے پایاں تھا کہ راتوں میں اتنی کثرت سے نماز ادا فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پیروں میں ورم آ جاتا تھا، کفار کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بارہا لرزہ خیز مظالم ہوئے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بد دعا کبھی نہ کی، ہمیشہ دعائے خیر ہی فرماتے رہے؛ لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر جب کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز ادا کرنے کی مہلت نہ دی، نماز قضا ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کافروں کے لئے بہت سخت بد دعائیہ الفاظ نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَبَسُونَا عَنْ صَلاةِ الْوُسطیٰ صَلاةِ الْعَصْرِ مَلأَ اللّٰهُ بُیُوتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَاراً. (متفق علیہ)

ترجمہ: ان بدبختوں نے ہم کو عصر کی نماز ادا نہ کرنے دی، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے۔

اس واقعہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے عشق وربط کا کچھ اندازہ ہوسکتا ہے۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُنَا وَنُحَدِّثُهُ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاةُ فَكَأَنَّهُ لَمْ یَعْرِفْنَا وَلَمْ نَعْرِفْهُ.

ترجمہ: حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بات کرتے رہتے تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے رہتے تھے، مگر جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہوجاتے تھے جیسے آپ ہم کو اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتے۔

یعنی نماز کے لئے بے چینی ہوتی تھی، پروانہ وار نماز کی طرف دوڑ پڑتے تھے اور نماز کے سوا کسی اور چیز پر ادنیٰ توجہ بھی نہ ہوتی تھی۔ ایک بار منقش چادر میں نماز ادا کی، اور نماز کے بعد فوراً اسے اتار دیا اور فرمایا کہ خطرہ ہوا کہ یہ نماز سے غافل نہ کردے اور نماز خراب نہ کردے۔

پھر حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کا یہ اعجازی اثر تھا کہ عرب کا وہ معاشرہ جو خدا کی عبادت سے بے گانہ، تسبیح وتحمید کی لذت سے نا آشنا، اور خدا پرستی کے نور سے محروم تھا، اس کا حال یہ ہوگیا کہ اس کی روح عبادت خداوندی کے سوا کسی اور چیز سے تسلی اور سکون نہ پاتی تھی، عبادت کی لذت کے سوا دنیا کی کوئی اور لذت اسے راس نہ آتی تھی۔ اس کی حالت قرآنی زبان میں یہ ہوگئی:

رِجَالٌ لا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَلا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلاةِ

وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، يَخَافُوْنَ يَوْماً تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْأَبْصَارُ. (النور: ۳۷)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ خرید وفروخت، وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

عبادت کے لئے ان کی بے قراری اور ہمہ وقت فکرمندی کا ذکر قرآنِ کریم اس طرح کرتا ہے:

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَقُعُوْداً وَعَلٰى جُنُوْبِهِمْ. (آل عمران: ۱۹۱)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر برابر یاد کرتے ہیں۔

فرمایا گیا:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً. (الم السجدة: ١٦)

ترجمہ: ان کے پہلو خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں، وہ خوف اور امید کے ساتھ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

یہ قرآنِ کریم کی شہادتیں ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت نے اہل عرب کی روحانی اور قلبی دنیا میں عجیب وغریب انقلاب پیدا کردیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے شوق نماز اور غایت اہتمام کے بے شمار نمونے صفحات میں محفوظ ہیں، چند نمونوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) حضرت مسور سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا تو ان پر بے ہوشی طاری ہونی شروع ہوگئی۔ چناں چہ کہنے والے نے کہا: "**الصلاة يا أمير المؤمنين**" لوگ تو نماز پڑھ چکے ہیں، یہ سن کر آپ ہوش میں آئے، اور فرمایا نماز! ہائے اللہ، اب تو پڑھنی

ہی ہے۔اور فرمایا:

لَا حَظَّ فِیْ الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلَاۃَ لَہٗ. (حیاۃ الصحابہ ۱۱۰/۳)

ترجمہ: اس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز چھوڑ دی، پھر اسی حالت میں نماز پڑھی۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے، تو اس طرح بے حس وحرکت ہوجاتے تھے جیسے لکڑی زمین میں گاڑ دی گئی ہو۔

(۳) ایک بار میدانِ جنگ میں دوصحابیوں کو پہرہ دینے کے لئے متعین کردیا گیا، ایک صحابی سوگئے اور دوسرے صحابی نماز کی نیت باندھ کر نماز میں مشغول ہوگئے، دشمن نے نماز ادا کرنے والے صحابی کو کھڑا دیکھ کر تیر مارا، مگر صحابی کا انہاک نماز میں اتنا زیادہ تھا کہ انہوں نے کوئی حرکت نہ کی، تیر مارنے والے نے سمجھا کہ شاید نشانہ خطا کرگیا ہے، چناں چہ اس نے دوسرا پھر تیسرا تیر مارا، یہاں تک کہ ہر تیر صحابی کے جسم میں پیوست ہوتا رہا، مگر ان کا استغراقِ نماز اسی طرح قائم رہا، نماز پوری کرکے دوسرے ساتھی کو جگایا اور تفصیل بتائی، ساتھی نے کہا کہ تم نے مجھے اسی وقت کیوں نہیں جگایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ایک پیاری سورت (سورۂ کہف) شروع کی تھی، میرا دل آمادہ نہ ہوا کہ اس کو ختم کئے بغیر نماز توڑ دوں۔ (ابوداؤد)

(۴) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب کفار نے قید کرلیا اور عرصہ تک قید رکھنے کے بعد جب قتل کرنے کے لئے مقتل میں ان کو لائے، تو قتل سے پہلے ان کی آخری تمنا دریافت کی گئی، انہوں نے کہا بس ایک تمنا ہے، وہ یہ کہ دورکعت نماز ادا کروں، کافروں نے مہلت دی، چناں چہ انہوں نے نہایت اطمینان اور مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ دورکعت نماز ادا کی، پھر فرمایا کہ اگر یہ گمان نہ ہوتا کہ تم یہ سمجھ بیٹھوگے کہ یہ موت کے ڈر سے دیر کررہا ہے تو دو رکعت نماز اور ادا کرتا، اس کے بعد انہیں تختۂ دار پر چڑھادیا گیا۔

(۵) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک انصاری صحابی اپنے باغ میں مصروفِ نماز تھے، باغ کے سرسبز وشاداب پھلوں کی طرف ان کی نگاہ اٹھی، تو نماز کی طرف دھیان نہ رہا، تھوڑی دیر بعد جب دھیان آیا تو بہت پشیمان ہوئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے آکر عرض کیا کہ اس باغ نے مجھ کو مبتلائے فتنہ کردیا، میں یہ باغ اللہ کی راہ میں دیتا ہوں، حضرت عثمانؓ نے وہ باغ بیت المال کی طرف سے پچاس ہزار میں فروخت کیا۔ (موطا امام مالک)

(٦) حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز ادا کر رہے تھے، نماز کے دوران ایک خوب صورت پرندہ آکر سامنے چہچہانے لگا، ابوطلحہؓ دیر تک اسے دیکھتے رہے اور نماز سے خیال ہٹ گیا، جب احساس ہوا تو فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باغ راہِ خدا میں نذر کردیا۔ (موطا امام مالکؒ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے خشوع وخضوع سے آراستہ مکمل نماز کے نمونے پیش کردئے اور اس راہ میں حائل ہونے والی ہر عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کردی۔

صحابہ کے علاوہ تابعین، اکابر امت اور اسلاف کی زندگی میں بھی یہی نمونے ملتے ہیں۔ حضرت سعید بن المسیبؒ کے بارے میں آتا ہے کہ چالیس سال تک ان کی تکبیر تحریمہ فوت نہ ہوئی۔ امام ابوحنیفہؒ پوری رات نماز میں گذارتے تھے۔ امام شافعیؒ نے رات کے ایک حصہ کو علم کے لئے دوسرے حصہ کو عبادت کے لئے اور تیسرے حصہ کو آرام کے لئے خاص کر رکھا تھا۔

ایمانی نماز کی حقیقت اور روح

نماز کی حقیقت کا ذکر فرماتے ہوئے حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

وَاَصْلُ الصَّلاۃِ ثَلاَ ثَۃُ اَشْیَاءَ: اَنْ یَخْضَعَ الْقَلْبُ عِنْدَ

مُلاحَظَةِ جَلالِ اللّٰهِ وَعَظَمَتِهٖ، وَيُعَبِّرَ اللِّسَانُ عَنْ تِلْكَ الْعَظَمَةِ وَذٰلِكَ الْخُضُوْعِ اَفْصَحَ عِبَارَةٍ، وَأَنْ يُؤَدِّبَ الْجَوَارِحُ حَسْبَ ذٰلِكَ الْخُضُوْعِ، وَهِيَ الْمَعْجُوْنُ الْمُرَكَّبُ مِنَ الْفِكْرِ الْمَعْرُوْفِ تِلْقَاءَ عَظَمَةِ اللّٰهِ وَمِنَ الْاَدْعِيَةِ الْمُبَيِّنَةِ اِخْلَاصَ عَمَلِهٖ لِلّٰهِ وَتَوْجِيْهَ وَجْهِهٖ تِلْقَاءَ اللّٰهِ وَقَصْرَ الْاِسْتِعَانَةِ فِيْ اللّٰهِ، وَمِنْ اَفْعَالٍ تَعْظِيْمِيَّةٍ كَالسُّجُوْدِ وَالرُّكُوْعِ، يَصِيْرُ كُلٌّ وَاحِدٍ عَضُدَ الآخَرِ وَمُكَمِّلَهُ وَالْمُنَبِّهَ عَلَيْهِ. (حجة اللّٰہ البالغة ۷۳/۱)

ترجمہ: نماز کے اصل عناصر تین ہیں: ایک یہ کہ قلب خدا تعالیٰ کی بے انتہاء عظمت وجلال کے دھیان سے سرافگندہ ہو، دوسرے یہ کہ اللہ کی عظمت اور اپنی عاجزی وسرافگندگی کو بہترین الفاظ میں زبان سے ادا کیا جائے۔ تیسرے یہ کہ تمام ظاہری اعضاء دل کی سرافگندگی کے مطابق مودب رہیں۔ نماز کی حقیقت تین عناصر سے مرکب ہے: ایک تو اللہ کی عظمت وکبریائی کا استحضار وتفکر، دوسرے ایسی دعائیں اوراذکار جو بندے کے خلوص اور یکسوئی کے ساتھ اللہ کی طرف توجہ کامل اور اللہ ہی سے مدد طلبی پر دلالت کریں، تیسرے رکوع وسجدہ جیسے تعظیمی افعال جو ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے:

اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ. (بخاری شریف)

ترجمہ: تم میں سے کوئی جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے پروردگار سے راز ونیاز کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ نماز بندے کی اپنے اللہ کے ساتھ سرگوشی، مناجات، راز ونیاز اور نیاز

مندانہ عرض معروض کا نام ہے۔

نماز کی روح کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب نے فرمایا:

وَرُوْحُ الصَّلاَةِ هِيَ الْحُضُوْرُ مَعَ اللّٰهِ وَالْاِسْتِشْرَافُ لِلْجَبَرُوْتِ وَتَذَكُّرُ جَلاَلِ اللّٰهِ مَعَ تَعْظِيْمٍ مَمْزُوْجٍ بِمَحَبَّةٍ وَطُمَانِيْنَةٍ. (حجة الله البالغة ٦٧/١)

ترجمہ: خداوندِ قدوس کے سامنے حضوری اور عاجزی ومحبت آمیز تعظیم کے ساتھ اللہ کے جلال کا مکمل دھیان ہی نماز کی اصل روح ہے۔

نماز حقیقی زندگی ہے

مولانا فراہیؒ نے اس موضوع پر تفصیل سے کلام کیا ہے، افادہ کے لئے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

نماز سانس کی طرح زندگی کے لئے ناگزیر ہے، وہ حقیقی زندگی جو نور، سکینت اور ایمان کے الفاظ سے تعبیر کی گئی ہے، صرف اللہ کی یاد ہی سے باقی رہ سکتی ہے، غور کرو تو عقلاً یہ بات واضح ہے کہ بندوں کو عقل وتمیز اور صلاحیت دینے کے بعد خدا کی نظرِ رافت اس وقت تک ان کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتی جب تک وہ اپنی توجہ وانابت سے اس کو دعوت نہ دیں، اس کا دستور یہ ہے کہ جب بندہ شکر کرتا ہے اور پائی ہوئی نعمتوں کو کام میں لاتا ہے وہ نعمت کو زیادہ کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى. (محمد: ١٧)

ترجمہ: جو ہدایت قبول کرتے ہیں ان کے لئے نور ہدایت کو بڑھاتا ہے۔

توجہ الی اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے نام کی یاد کی جائے، خدا سے تقرب کی راہ یہی ہے، اس کی قربت کا مفہوم صرف یہ ہے کہ اس کی یاد ہو، اس سے دوری کا مطلب یہ ہے کہ اس کی یاد سے غفلت ہوجائے، جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے اس کے قریب ہوتا ہے:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ (سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ) اس وقت اللہ کی نظر رحمت اس کو نوازتی ہے، اس کا سینہ انوار قدس کا مہبط بن جاتا ہے؛ کیوں کہ روح ذکر وفکر کی گہرائیوں میں جس قدر اترتی جاتی ہے، زندگی اور قوت کے لازوال خزانوں سے اسی قدر قریب ہوتی جاتی ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں اسی حقیقت کی خبر دی گئی ہے:

مَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ فَإِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ بِهٖ يَسْمَعُ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ بِهٖ يُبْصِرُ وَيَدَهُ الَّتِىْ بِهَا يَبْطِشُ.

ترجمہ: بندہ نوافل کی راہ سے برابر میری طرف بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں، اور جب میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔

یہ اسی روحانی زندگی کا بیان ہے جو حقیقی اور واقعی زندگی ہے۔ (حقیقتِ نماز، از: مولانا امین احسن صلاحیؒ ۲۰-۲۱)

○●○

تیسرا باب

نماز کے باطنی آداب

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز انسان کے جسم اور روح دونوں کی عبادت ہے، اگر اس میں حرکتِ جسم کے ساتھ دل کی توجہ شامل نہ ہو اور روح میں وجد نہ پیدا ہو، تو ایسی نماز بے اثر، بے رنگ، بے کیف اور بے مزہ رہتی ہے، ہمارے علم کے مطابق اردو زبان میں نماز کے باطنی آداب اور فوائد پر سب سے جامع اور عمدہ بحث علامہ سید سلیمان ندویؒ نے سیرت النبی میں کی ہے، یہاں ہم اس کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں:

پہلا ادب:

اقامتِ صلاۃ

نماز کی ادائیگی کے لئے قرآنِ کریم میں بیشتر مقامات پر ''اقامتِ صلاۃ'' (نماز قائم کرنا) کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس کے معنی صرف نماز ادا کر لینے ہی میں منحصر نہیں ہیں؛ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نماز کو تمام آداب وسنن اور ارکان وشرائط اور تمام حقوق کی رعایت کے ساتھ ہمہ وقت پابندی سے ادا کیا جائے، اور اطمینان، اعتدالِ ارکان، ظاہری وباطنی خشوع کو ملحوظ رکھا جائے۔

اقامت کا لفظ چند حقائق کی طرف متوجہ کرتا ہے، پہلی حقیقت اخلاص ہے، یعنی نماز پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ ہی کے لئے پڑھی جائے، دوسرے مقام پر یہی حقیقت اس طرح واضح کی گئی ہے:

وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوهُ

مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ. (الاعراف: ۲۹)

ترجمہ: ہر مسجد کے پاس اپنے رخ اسی اللہ کی طرف کرو اور اطاعت کو اسی کے لئے خاص کرتے ہوئے اسی کو پکارو۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ نماز کے اصل مقصود پر دل کو پوری طرح جمایا جائے یعنی خشوع وخضوع اختیار کیا جائے، غفلت کے ساتھ نماز ادا نہ کی جائے۔ تیسری حقیقت یہ ہے کہ نماز بالکل اسی طریقہ پر ادا کی جائے جس طریقہ پر ادائیگی کا اللہ نے حکم دیا ہے، تعدیل ارکان اور صفوں کو سیدھا کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ چوتھی حقیقت اوقاتِ نماز کی مکمل پابندی اور نگرانی ہے۔ پانچویں حقیقت نماز پر قائم ودائم رہنا ہے، جس کا ذکر یوں بھی آیا ہے:

وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَلٰی صَلَاتِهِمۡ دَآئِمُوۡنَ. (المعارج: ۲۳)

ترجمہ: وہ اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تدبر قرآن ۱/۹۱-۹۲-۹۳)

دوسرا ادب:

قنوت

قرآنِ کریم حکم دیتا ہے:

وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قَانِتِیۡنَ. (البقرۃ: ۲۳۸)

ترجمہ: اللہ کے سامنے عاجزوں کی طرح کھڑے رہا کرو۔

قنوت کا لفظ بے حد جامع ہے، خاموشی، بندگی، دیر تک قیام، عبادت، عاجزی، ادب ونیاز، دعا مانگنا تمام معانی میں اس کا استعمال ہوتا ہے، اور نماز ان تمام معانی کو محیط ہے۔ نماز میں ذکر وقراءت، تسبیح واستغفار، سلام وتشہد کے سوا تمام انسانی ضرورتوں اور باتوں سے خاموشی ہوتی ہے، صحابہ کے بیان کے مطابق پہلے نماز میں گفتگو جائز تھی، اس آیت کے بعد

گفتگو سے منع کر دیا گیا، تو نماز میں خاموشی بھی ہے اور ادب و نیاز بھی، بندگی، دعا، عبادت، دیر تک قیام اور اظہار عاجزی بھی ہے۔

عاجزی اور ادب و نیاز نماز کی اصل روح ہے، نماز کے وقت آدمی کے اوپر وہ کیفیت طاری ہونی چاہیئے جو سب سے بڑے کے سامنے کھڑے ہو کر سب سے چھوٹے پر طاری رہتی ہے۔

تیسرا ادب:

خشوع

بدن اللہ کے سامنے جھک جائے، آواز پست ہو جائے، آنکھیں نیچی رہیں، ہر ادا سے مسکنت و بے چارگی کا اظہار ہو، یہ خشوع کی حقیقت ہے، نماز میں خشوع کا مطالبہ جا بجا ملتا ہے، ہم آگے اس پر تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

چوتھا ادب:

تبتل

تبتل کی حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا ہر چیز سے کٹ کر صرف خدا کا ہو جانا، یہ مسلمان کی زندگی کا اصل نصب العین ہے۔ سورۂ مزمل میں تہجد، قیام لیل، ترتیل کے ساتھ تلاوتِ قرآن کا حکم آیا ہے اور اس کے بعد فرمایا گیا ہے:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا۔

ترجمہ: اپنے رب کے نام کا ذکر کیجئے اور اسی کی طرف گوشہ گیر ہو جایئے۔

یعنی نماز کی حالت میں خدا کا ذکر کرتے وقت اس کی عظمت اور اپنی عاجزی کے علاوہ ذہن سے تمام خیالات نکل جانے چاہئیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عبسہ سلمیؓ سے روایت

ہے کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز سکھائی اس کے بارے میں فرمایا کہ وضو کر کے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوا پھر خدا کی حمد وثنا کی اور اس کی بزرگی کا شایانِ شان اظہار کیا اور اپنے دل کو خدا کے لئے ہر چیز سے خالی کر لیا، تو وہ نماز کے بعد ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے اسی وقت جنا ہو۔ یہ حدیث اسی آیت کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔

پانچواں ادب:

تضرع

قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً. (الأعراف: ۷۷)

ترجمہ: اپنے پروردگار سے عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے دعا کرو۔

تضرع کے معنی آہ وزاری اور عجز و نیاز کے ساتھ درخواست کرنے کے ہیں، نماز میں بندے پر اللہ کے سامنے عاجزی اور الحاح کے ساتھ سوال کرنے کی کیفیت ہونی چاہئے۔

چھٹا ادب:

اخلاص

نماز سے اللہ کی رضا جوئی کے سوا کوئی اور مقصد نہ ہو، ریا اور دکھاوا پیش نظر نہ ہو، یہ نماز کی تکمیل کے لئے ضروری ہے، نماز کے تمام باطنی آداب وسنن کا اصل جوہر اخلاص ہے، اخلاص سے محروم ہر عمل نا قابل قبول ہوتا ہے۔

ساتواں ادب:

ذکر

قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

وَأَقِمِ الصَّلاَةَ لِذِكْرِىْ. (طٰهٰ: ١٤)

ترجمہ: میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

یاد اور ذکر صرف زبان سے الفاظ کی ادائیگی کا نام نہیں ہے؛ بلکہ اس کے ساتھ دل کی معیت اور قلب کا حضور بھی لازم ہے، زبان ودل دونوں مصروف ذکر الٰہی ہوں، یہی مطلوب ہے۔

آٹھواں ادب:

فہم وتدبر

جو کچھ نماز میں پڑھا جائے اس سے غافل وبے پروا نہ رہا جائے؛ بلکہ اس کو حتی الامکان سمجھنے کی کوشش کی جائے، نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے ممانعت کی وجہ یہی ہے کہ اس حالت میں شرابی کے پہلو میں سمجھنے والا دل نہیں ہوتا۔ فرمایا گیا:

وَلاَ تَقْرَبُوْا الصَّلاَةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ. (النساء: ٤٣)

ترجمہ: نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے میں رہو، یہاں تک کہ اتنا ہوش آجائے کہ جو کہو اس کو سمجھو۔

اس آیت میں واضح کردیا گیا کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے اس کے فہم کی بھی ضرورت ہے، نیند کے غلبہ کے عالم میں بھی اسی لئے نماز پڑھنے سے منع کردیا گیا ہے کہ اس وقت بھی انسان فہم وتدبر سے عاری ہوجاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

إِذَا نَعِسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ مِنْهُ النَّوْمُ، فَاِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ. (صحیح مسلم)

ترجمہ: نماز میں جب تم پر نیند غالب آجائے تو سوجاؤ؛ کیوں کہ اگر

نیند کی حالت میں نماز پڑھو گے تو ممکن ہے کہ دعا کے بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگو۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْمُ فِيْ صَلاَتِهِ فَيَعْلَمُ مَا يَقُوْلُ اِلَّا انْفَتَلَ وَهُوَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.

(صحيح مسلم: كتاب الطهارة)

ترجمہ: جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر اس طرح نماز پڑھے کہ وہ جو کہتا ہے اس کو سمجھتا بھی ہے، یہاں تک کہ نماز ختم کر لے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا وہ اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

چوتھا باب

نماز کے فوائد ومنافع

نماز کے فوائد ومنافع بے شمار ہیں، اس مختصر مقالہ میں ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ چند فوائد کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

(ا) نماز اہل ایمان کی معراج ہے

آخرت میں تجلیاتِ الٰہی کے جو نظارے اہل ایمان بندوں کو نصیب ہونے والے ہیں، ان کی استعداد اور صلاحیت پیدا کرنے کا خاص ذریعہ اور وسیلہ نماز ہے، جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا اعزاز عطا کیا گیا تھا اور وصالِ حبیب نصیب ہوا تھا، اہل ایمان بھی نماز کے ذریعہ ترقی کرتے ہیں اور آخرت میں ان کو بھی اخروی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی سے نوازا جائے گا، تجلیاتِ اخروی کے تحمل کی استعداد ان میں نماز ہی سے پیدا ہوگی۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے، حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَىٰ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلىٰ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا. (متفق عليه)

ترجمہ: ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں کا چاند دیکھ کر فرمایا کہ عنقریب تم اپنے

پروردگار کو اسی طرح دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اور پروردگار کو دیکھنے میں تم کوئی پریشانی اور رکاوٹ محسوس نہیں کرو گے، تو اگر تم سے ہو سکے تو طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے ادا کی جانے والی نمازوں (فجر وعصر) کو نہ چھوڑو، تو یقیناً ایسا کرو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا.

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے اپنے رب کی تسبیح وتحمید بیان کیجئے (نماز ادا کیجئے)

اس حدیث میں فجر وعصر کی تخصیص کی وجہ یا تو یہ ہے کہ فجر آرام وغفلت کا وقت ہوتا ہے اور عصر مشاغل دنیوی کا وقت ہوتا ہے، جو ان دونوں نمازوں کا اہتمام کرے گا وہ دیگر نمازوں کا بطور خاص اہتمام کرے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جنت میں رؤیت باری انہیں دو وقتوں میں ہوگی، اس حدیث میں دیدارِ الٰہی کی بشارت کے ساتھ نمازوں کی تاکید کا منشاء یہی ہے کہ نمازیں ہی انسان میں رؤیت باری کی صلاحیت واستعداد پیدا کرتی ہیں۔

(۲) نماز رحمت ومحبتِ الٰہی کا وسیلہ ہے

نماز کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ وہ انسان کو اللہ کا محبوب بنادیتی ہے اور رحمتِ الٰہی کو متوجہ کردیتی ہے۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رات کا وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر گذار کرتا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لئے پانی اور دیگر ضرورت کی اشیاء آپ کو لا کر دیا کرتا تھا، تو آپ نے مجھ سے ایک بار فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو؟ میں نے عرض کیا:

أَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِيْ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا خواہاں اور

طالب ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کے علاوہ کچھ اور نہیں؟ میں نے کہا: بس میری تمنا اور طلب یہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ. (صحیح مسلم)

ترجمہ: تو پھر تم بہت سجدہ کر کے (بہت نماز پڑھ کر) اپنے بارے میں میری مدد کرو۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تم اپنی تمنا یعنی جنت میں میری معیت، چاہتے ہو تو پھر بہت نماز پڑھا کرو اور کثرت سے سجدہ کرو، اور سجدہ میں خوب دعائیں مانگو، نماز وسجدہ کی مدد سے تم کو یہ تمنا حاصل ہو جائے گی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز کی وجہ سے اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور بندہ آخرت کا بلند سے بلند تر مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

سورۃ المدثر میں آیا ہے کہ آخرت میں اہل جنت مجرمین سے پوچھیں گے کہ:

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ.

ترجمہ: تم کو دوزخ میں کس چیز نے پہنچا دیا؟

مجرم جواب دیں گے:

لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ.

ترجمہ: ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نماز نہ پڑھنے والے رحمت خداوندی سے محروم، راندۂ درگاہ اور جہنم کا ایندھن ہوں گے، جب کہ نمازوں کے پابند افراد اللہ کی رحمتوں کے مستحق، اللہ کے محبوب اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔

(۳) نماز گناہوں سے پاکی کا ذریعہ ہے

یہ بات قدرے تفصیل سے آچکی ہے کہ جب کسی بندہ کو حقیقی وایمانی نماز میسر آجاتی

ہےاوراس کی روح پرنماز کی کیفیت غالب آجاتی ہےتو وہ بندہ نورِالٰہی میں غرق ہوکر گناہوں کی آلائشوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔

قرآنِ کریم کہتا ہے:

وَأَقِمِ الصَّلاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِنَ اللَّيْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ. (هود: ١١٤)

ترجمہ: دن کے دونوں حصوں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کا اہتمام کیجئے، اور یادرکھئے کہ نیکیاں برائیوں کومٹادیتی ہیں۔

واضح ہوا کہ نماز اور دیگر نیکیوں میں اللہ نے بداعمالیوں اور گناہوں کومٹانے اوردور کرنے کی اسی طرح کی تاثیر رکھی ہے جیسے پانی میں بدن کے میل کچیل کودور کرنے کی تاثیر ہے۔

(۴) نماز غفلتوں اور وساوس کو دور کرتی ہے

نماز کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر حضورِقلب اور خلوصِ دل اور صدقِ نیت کے ساتھ ادا کی جائے تو اس سے غفلتیں، برے خیالات اور وساوس کا مکمل طور سے ازالہ ہوجاتا ہے، اس کے ذریعہ اللہ کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے، دل میں خداوند قدوس کی عظمت پیدا ہوتی ہے، اس مقصد کے حصول میں نماز سے زیادہ مفید کوئی عبادت نہیں۔

(۵) نماز اہل اسلام کا شعار ہے

نماز مسلمانوں کا امتیازی شعار ہے، کافر ومسلم کے درمیان امتیاز اس عبادت سے ہوسکتا ہے، اس کو احادیث میں واضح کیا گیا ہے کہ نماز کفر وشرک اور فسق وضلال سے محفوظ رکھتی ہے، اور مسلمانوں کو امتیازی مقام عطا کرتی ہے۔

(٦) نماز نفس کے ضبط کا نمونہ ہے

طبیعت کو عقل کا پابند اور تابع کرنے کی مشق کا سب سے عمدہ ذریعہ نماز کا اسلامی نظام

ہی ہے، حقیقی کامرانی اور فلاح وسعادت یہی ہے کہ نفس عقل کی تابع داری کا خوگر ہوجائے، خواہش نفس (ہویٰ) شریعت اسلام (ہدیٰ) کے تابع ہوجائے، حیوانیت ملکوتیت کے تابع ہوجائے، ایسا نماز ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔

(۷) نماز بکثرت ذکرِ الٰہی کا باعث ہے

اللہ کا ذکر سب سے بڑی دولت ہے، وہ دلوں کی غذا اور آبِ حیات ہے، اللہ والوں کے دلوں کی دنیا اس سے آباد رہتی ہے، اور ذکر الٰہی کا سب سے بڑا باعث اور ذریعہ نماز ہے۔فرمایا گیا:

ذٰلِکَ ذِکْریٰ لِلذَّاکِرِیْنَ. (هود: ١١٤)

ترجمہ: یہ نماز یاد کرنے والوں کے لئے بڑی یاد ہے۔

(یہ سات فوائد حجۃ اللہ البالغہ، باب اسرار الصلاۃ سے ماخوذ ہیں)

(۸) ستر پوشی

نماز لذتِ ایمانی، غذائے روحانی اور تسکین قلبی ہونے کے ساتھ ہی اہل اسلام کے اجتماعی، معاشرتی، اخلاقی اور تمدنی اصلاحات کا بھی بے حد مؤثر اور کارگر ذریعہ ہے، اس کا ایک اہم معاشرتی فائدہ ''ستر پوشی'' ہے، شرم وحیا کے تقاضوں کے پیش نظر انسان کے لئے اپنے جسم کے بعض حصوں کا چھپانا بے حد ضروری ہے، عرب کے جاہلی معاشرہ میں مرد وعورت برہنہ طواف کرتے تھے، اسلام نے ستر پوشی کا واجبی حکم دیا اور برہنہ نماز کو نا درست قرار دیا اور فرمایا:

یَا بَنِیْ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ. (الاعراف: ٣١)

ترجمہ: اے اولادِ آدم! ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے پہنو۔

مردوں کے لئے ناف سے گھٹنے تک اور عورتوں کے لئے سر سے پاؤں تک پورا جسم

چھپانا ضروری قرار دیا گیا، عرب کے برہنہ افراد کو ستر پوشی پر ابھارا گیا اور نماز کے ذریعہ روز وشب میں پانچ باران کو پردہ پوشی کے فرض سے آشنا کر کے عملی طور پر پوری زندگی میں باحیا اور ستر پوش بنا دیا گیا۔ عورتوں کو بے حیائی کے لباس پہننے سے روکا گیا اور باریک کپڑوں میں نماز نادرست قرار دی گئی۔

(۹) طہارت اور پاکیزگی

نماز کا ایک اہم تمدنی فائدہ طہارت اور پاکیزگی ہے، پہلی وحی سورۃ العلق کے بعد دوسری وحی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا:

وَثِيَابَکَ فَطَهِّرْ. (المدثر: ٤)

ترجمہ: اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں طہارت کے اصول اور طریقے بتائے گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں اس کے حدود کی تعیین فرمائی، اور یہ واضح فرما دیا کہ نماز اسی وقت درست ہوگی جب انسان کا جسم، لباس اور نماز ادا کرنے کا مقام نجاست اور گندگیوں سے صاف اور پاک ہو، جاہلیت میں اہل عرب پر وحشیت غالب تھی، طہارت کا کوئی تصور ان کے ہاں نہ تھا، احادیث میں ایک دیہاتی کا واقعہ آتا ہے، جس نے مسجد نبوی میں آکر بر سر عام پیشاب کرنا شروع کر دیا، صحابہ اسے مارنے دوڑے، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور دیہاتی کو بلا کر پیار سے سمجھایا کہ:

اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ، إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ. (متفق علیہ)

ترجمہ: یہ مسجدیں پیشاب اور نجاست پھیلانے کی جگہیں نہیں ہیں، یہ تو اللہ کے ذکر اور نماز اور تلاوتِ قرآن کی جگہیں ہیں، پھر صحابہ کو اس جگہ

پانی بہانے کی تاکید کی۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گذرے اور فرمایا کہ: ''اس قبر والے پر پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط اور پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہورہا ہے''۔

عرب کا وہ جاہلی معاشرہ جو طہارت کے اصول وآداب سے ناواقف تھا، اسلام نے نماز کی شکل میں روز وشب میں متعدد بار اس کو طہارت کے فرض سے واقف کرایا اور پوری عملی زندگی میں اسے طہارت کا پابند، صفائی کا خوگر اور نجاستوں سے محتاط بنادیا۔ بدن، لباس اور مکان سب کو صاف رکھنے کی تلقین کی، طہارت کا حد درجہ اہتمام وفکر کرنے والے افراد کی اللہ نے تعریف کی اور فرمایا:

فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَتَطَهَّرُوْا، وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ. (التوبة: ۱۰۸)

ترجمہ: اس مسجد (قبا) میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔

پاکیزگی کو اللہ کا محبوب عمل اور اللہ کی محبت کا باعث قرار دے کر اس کو اختیار کرنے اور اُس کا التزام کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، دانتوں کی صفائی کا حکم اسلام میں بڑی تاکید سے آیا ہے اور مسواک کرنے کا حکم ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ. (بخاری شریف)

ترجمہ: اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میری امت مشقت میں پڑ جائے گی، تو ہر وضو کے وقت مسواک کا واجبی حکم دے دیتا۔

مزید فرمایا گیا:

اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. (نسائی شریف)

ترجمہ: مسواک میں منہ کی صفائی اور اللہ کی خوشنودی ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے:

تَفْضُلُ الصَّلاۃُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَھَا عَلَی الصَّلاۃِ الَّتِیْ لاَ یُسْتَاکُ لَھَا سَبْعِیْنَ ضِعْفاً. (بیہقی)

ترجمہ: وہ نماز جس کے لئے مسواک کی جائے اس نماز سے ستر گنا افضل ہے جس کے لئے مسواک نہ کی جائے۔

ابتدائی دور اسلام میں صحابہ نادار تھے، فراوانی نہ تھی، مشقت والے کام کرتے تھے، پسینہ خوب آتا تھا، مسجد نبوی بھی تنگ تھی اور پختہ نہ تھی، اس لئے جمعہ کے دن مسجد میں بدبو اٹھتی تھی، چناں چہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ے جمعہ کے دن غسل کو واجب قرار دے دیا اور صاف لباس پہننا، خوشبو لگانا اور دیگر امور نظافت کو مستحب قرار دیا، بعد میں جب فراوانی ہوئی اور پر مشقت کام سے چھٹکارا مل گیا اور مسجد نبوی کی عمارت پختہ اور کشادہ ہوگئی، تو غسل کرنا واجب نہ رہا؛ بلکہ سنت مؤکدہ ہوگیا اور آج تک یہ حکم باقی ہے۔

طہارت و نظافت کو اسلام میں نمایاں مقام حامل ہے، اُسے نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، دنیا کے کسی اور مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(١٠) وقت کی پابندی

پابندئ وقت انسان کی عملی زندگی کی کامیابی کا سب سے اہم نکتہ ہے، فطری طور پر انسان راحت پسند اور آرام طلب ہوتا ہے، اس کے واجبی اعمال و فرائض کے اوقات جب تک مقرر و متعین نہ ہوں گے وہ پابند نہیں ہوسکتا، فرائض و واجبات میں پابندئ اوقات کا لازمی ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی پوری زندگی میں پابند، باسلیقہ اور منظّم ہوجاتا ہے، پھر اس کا وقت رائیگاں نہیں ہوتا، نماز کے اوقات کی تعیین میں یہی حکمت کارفرما ہے کہ سستی و غفلت اور آرام پسندی غالب نہ آئے اور وقت پر یہ فرائض ادا ہوتے رہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:

اَلصَّلاۃُ مِکْیَالٌ، فَمَنْ اَوْفیٰ اَوْفیٰ بِہٖ، وَمَنْ طَفَّفَ فَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا لِلْمُطَفِّفِیْنَ. (کنز العمال ۲۳۰/٤)

ترجمہ: نماز ایک پیمانہ ہے، جس نے اسے پورا ناپا اس کو پورا ناپ کر دیا جائے گا، اور جس نے ناپنے میں کمی کی تو کم ناپنے والوں کی سزا تم کو معلوم ہے۔

معلوم ہوا کہ نماز ہر مسلمان کے عمل کا پیمانہ و معیار ہے، وقت اور پابندی سے اگر نماز ادا ہوتی ہے تو اس سے انسان کی زندگی کی ہر چیز ناپی اور جانی جاسکتی ہے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ رقم طراز ہیں:

''اوقاتِ نماز کے تقرر میں وہ اصول وحدت بھی مدنظر ہے جو اسلام کا اصلی رمز اور شعار ہے، مسلمان مختلف شہروں، ملکوں اقلیموں میں ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں آباد ہیں، مگر یہ کثرت ایک خاص وقت اور ایک خاص حالت میں وحدت کا مرقع بن جاتی ہے، کرۂ ہوا میں لگی ہوئی دوربین سے اگر زمین کی طرف دیکھو تو ایک خاص وقت میں لاکھوں کروڑوں انسانوں کو ایک ہی وضع میں، ایک ہی شکل میں خالق عالم کے سامنے سرنگوں پاؤ گے، اور جہاں تک مطلع و مغرب میں نمایاں فرق نہ ہوگا، یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہے گا، مختلف ملکوں میں طلوع و غروب کا اختلاف اگر اس وحدت کے رنگ کو کامل نہیں ہونے دیتا، تو کم از کم اتنی وحدت تو یقینی ہے کہ جس وقت جس حالت میں ایک جگہ آفتاب ہوتا ہے، جب دوسری جگہ بھی اسی حالت میں ہوتا ہے، تو نماز کا فرض اس وقت وہاں ادا ہوتا ہے، یہ وحدت ظاہر ہے کہ اوقات کے تقرر کے بغیر ممکن نہ تھی، اگر ایسا نہ ہوتا تو صفحۂ ارضی تو کیا، ایک محلّہ ایک گھر کے مسلمان بھی ایک جگہ اور ایک حالت میں نظر نہیں آسکتے تھے''۔ (سیرت النبی ۶۱/۵-۶۲)

(۱۱) سحر خیزی

رات کو جلدی سونا اور صبح کو جلدی اٹھنا حفظانِ صحت کے اہم اصولوں میں سے ہے، اہل ایمان جو نمازوں کے پابند ہوتے ہیں وہ اس اصول کے پابند ہوتے ہیں، چناں چہ وہ عشاء کے بعد فوراً سو جاتے ہیں اور صبح صادق ہوتے ہی بیدار ہو جاتے ہیں۔ احادیث میں

نماز عشاء کے بعد بکواس اور فضول گفتگو اور قصہ گوئی سے منع اسی لئے کیا گیا ہے؛ تاکہ فجر کی نماز کے لئے اٹھنا آسان ہو۔ روایات میں آتا ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا. (بخاری: باب ما یکرہ من السمر بعد العشاء)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اور نماز کے بعد گفتگو کو ناپسند فرماتے تھے۔

ناپسندیدگی کی اصلی وجہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد فضول گوئی فجر کی نماز پر اثر انداز ہوتی ہے، اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ عشاء کے بعد جلدی سوجایا جائے اور سحر خیزی کی عادت ڈالی جائے، اور فجر کی نماز ادا کی جائے۔

(۱۲) اصلاحِ اخلاق

تمام عبادات کا منشاء اور اصل ہدف تکمیل و اصلاحِ اخلاق ہے، اصلاحِ اخلاق کا سب سے اہم ذریعہ یہ ہے کہ نفس وقلب ہمہ وقت بیدار اور اثر قبول کرنے کے لئے آمادہ اور تیار رہیں، تمام عبادتوں میں صرف نماز ہی ہے جو نفس وقلب کو بیدار رکھ سکتی ہے، زکوٰۃ بھی عبادت ہے مگر وہ ہر ایک پر فرض نہیں، روزہ سال میں ایک ماہ فرض ہے، اسی طرح زکوٰۃ بھی سال میں ایک بار فرض ہے، حج بھی عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔

اس لئے یہ فرائض نفس کی بیداری کا دائمی ذریعہ نہیں بن سکتے، جب کہ نماز دن بھر میں پانچ بار ادا کرنی ہوتی ہے، طہارت و وضو کا لحاظ واہتمام کرنا پڑتا ہے، پھر حالات بدلتے رہتے ہیں، کبھی قیام ہے تو کبھی رکوع، کبھی سجدہ ہے تو کبھی قعدہ، تسبیح بھی ہے اور تکبیر بھی، تشہد بھی ہے اور درود بھی، دعا بھی ہے اور تلاوت بھی، نماز کا یہ تنوع وامتیاز نفس میں تدریجاً اثر پذیری کی استعداد پیدا کرتا ہے اور پورے چوبیس گھنٹے وقفہ وقفہ سے نفس کو ہوشیار اور دل کو بیدار کرتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اصلاحِ اخلاق میں اس سے زیادہ مؤثر کوئی اور چیز نہیں ہوسکتی۔

(۱۳) مودّت ومحبت

ایک محلّہ اور علاقہ اور آس پاس کے مسلمان نماز کی ادائیگی کے لئے روز وشب میں پانچ بار اکٹھے ہوتے ہیں، تو ان میں باہم مودت ومحبت پیدا ہوتی ہے، دوری، بیزاری، بے گانگی اور اجنبیت ختم ہوتی ہے، باہم تعلق خاطر پیدا ہوتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے تعاون اور مدد کا جذبہ بیدار رہتا ہے۔ قرآنِ کریم کہتا ہے:

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِیْمُوْا الصَّلاَةَ وَلاَ تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ. مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعاً. (الروم: ۳۱-۳۲)

ترجمہ: اللہ سے ڈرو اور نماز قائم کرو، اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، جنہوں نے اپنا اپنا دین الگ بنالیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔

(۱۴) مواسات وغم خواری

نماز کے لئے مسجد میں اجتماع کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس سے باہمی ہمدردی وغم گساری کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، جب امیر وغریب، محتاج وغنی، مال دار ونادار ہر طرح کے افراد یکجا ہوں گے اور اللہ کے نام پر اکٹھا ہوں گے، تو امراء، اثریاء اور اغنیاء کے دلوں میں غرباء ونا داروں کی اعانت وامداد کا جذبہ پیدا ہوگا، آغاز اسلام میں اصحابِ صفہ سب سے زیادہ مدد وامداد کے مستحق تھے اور مسجد ہی میں رہا کرتے تھے، صحابہ نماز میں حاضر ہوتے تھے، تو اصحابِ صفہ کو دیکھ کر ان کے دلوں میں مدد کا جذبہ پیدا ہوتا تھا۔ اکثر صحابہ کھجور کے خوشے اصحابِ صفہ کو لے جا کر دیا کرتے تھے، کبھی گھروں میں بلا کر کھانا بھی کھلاتے تھے، خیرات وصدقات اور اعانت باہمی کا سب سے بڑا ذریعہ اس وقت سے لے کر اب تک یہی مساجد ہیں، اسی لئے قرآنِ کریم میں نماز کے ساتھ زکوۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر متعدد مقامات پر ملتا ہے۔

(۱۵) اجتماعیت ووحدت

دیگر مذاہب میں اجتماعیت کے مقصد سے جو رسوم، تیوہار اور کام متعین کئے گئے ہیں،

ان میں مفید پہلو بہت کم ہیں اور مضر پہلو بہت زیادہ ہیں، اور ان میں گناہوں اور بدکاریوں کے لاتعداد نمونے ملتے ہیں، اس کے بالمقابل اسلام نے اپنے قومی اجتماع کے لئے روزانہ پانچ باجماعت نمازوں، ہفتہ میں جمعہ اور سال میں عیدین کا نظام مقرر کیا، جس میں اجتماعیت ووحدت کا مقصد بھی مکمل ہوتا ہے اور مشرکانہ رسوم اور اخلاقی برائیوں سے بھی مکمل اجتناب رہتا ہے، اس لحاظ سے اسلام کا یہ اجتماعی نظام سراپا خیر وبرکت ہے، اور اس کا ہر پہلو مفید ہی ہے، کسی بھی گوشے سے اس میں کوئی نقص اور عیب نہیں نکالا جاسکتا۔

(۱۶) تنوع اور رنگارنگی

فطرتِ انسانی تنوع پسند، متلون، تغیر پذیر، حرکت پسند اور جمود و یکسانیت سے بیزار بنائی گئی ہے، اس فطرت کی مکمل رعایت نماز میں موجود ہے، غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نماز وہ فرض ہے جو ہر لمحہ انسان پر لازم نہیں اور نہ ہی سال میں ایک بار لازم ہے؛ بلکہ چوبیس گھنٹوں میں اسے پانچ بار انجام دینا پڑتا ہے۔ انسان صبح کو کام میں لگتا ہے پھر ظہر پر آ کر وقفہ کرتا ہے، پھر ظہر کے بعد کی مشغولیت عصر پر ختم ہوتی ہے، عصر کے بعد کاموں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو اذانِ مغرب پر موقوف ہوتا ہے، پھر گھریلو مصروفیت شروع ہوتی ہے، جس کا اختتام اذانِ عشاء پر ہوتا ہے، پھر انسان محوخواب ہوتا ہے، پھر صبح کو اٹھتا ہے، تو آغاز نماز فجر سے ہوتا ہے، کاموں اور مشغولیت کے درمیان میں نماز اور عبادت و تسبیح کے یہ وقفے انسان کو ہلکا کردیتے ہیں، اور اس میں عمل وحرکت کی مزید قوت پیدا کردیتے ہیں۔

(۱۷) تربیت

انسان عملی زندگی میں بامراد اسی وقت ہوتا ہے جب اس میں مستقل مزاجی، پابندی اور مداومت کی روح ہو، جو کام شروع کرے اس پر تا زندگی برقرار رہے، یہ روح پیدا کرنے کی سب سے اچھی تربیت گاہ نماز ہے، نماز ایسا فریضہ ہے جسے دن ورات میں پانچ بار استقلال و مداومت کے ساتھ انجام دینا پڑتا ہے، اس کے ذریعہ سے پوری عملی زندگی میں یہ اوصاف متعدی ہوتے

ہیں، صحابہ کرام کا یہ وصف کہ: ''وہ نمازوں پر مداومت کرتے تھے''، قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر مذکور ہے؛ بلکہ تمام اعمال میں مداومت مطلوب شرعی ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہٗ وَاِنْ قَلَّ.

(ابو داؤد: باب ما یؤمر بہ من القصد فی الصلاۃ)

ترجمہ: سب سے محبوب عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جس پر مداومت کی جائے اگرچہ وہ کم ہو۔

(۱۸) نظم جماعت

نظم جماعت کے بغیر قوم زندہ نہیں رہ سکتی، یہ نظم نہ ہو تو شیرازہ بکھر جاتا ہے اور زوال آجاتا ہے، نماز باجماعت کا اسلامی نظام اسی نظم کی نمائندگی کرتا ہے، نبوت کی تعلیمات میں ہے کہ مسلمانوں کا صف بہ صف، شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہونا اور ایک ساتھ قیام وقعود اور رکوع وسجود میں مشغول ہونا ان کی قومی واجتماعی زندگی کا نمونہ ہے۔ نماز کی صحت نظام جماعت کی صحت پر موقوف ہے، اسی طرح پوری قوم کی زندگی باہمی اجتماعیت اور تعاون پر موقوف ہے، صفوں کی درستگی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکیدِ مسلسل کا راز یہی تھا، بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

وَاللّٰہُ لَتُقِیْمُنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ.

(ابو داؤد شریف: باب تسویۃ الصفوف)

ترجمہ: بخدا تم ضرور صفیں سیدھی کرو، ورنہ اللہ تمہارے دلوں کے درمیان مخالفت پیدا کردے گا۔

یعنی صفوں کی درستگی دلوں کو متحد رکھتی ہے، اور صفوں کی کجی سے عداوت، بغض اور اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

(۱۹) مساوات

اسلام کا نماز باجماعت کا نظام مساوات اور برابری کا سب سے نمایاں مظہر اور نمونہ

ہے، مال دار ونادار، امیر وغریب، کالے گورے، عربی عجمی اور معذور وتندرست سب ایک صف میں کھڑے ہوکر بارگاہِ رب العزت میں سربسجود ہوتے ہیں۔اور بقول شاعر:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

علامہ سید سلیمان ندویؒ کے الفاظ میں:

"جماعت کی امامت کے لئے حسب ونسب، نسل وخاندان، رنگ وروپ، قومیت اور جنسیت، عہدہ اور منصب کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ علم ودانش، فضل وکمال اور تقویٰ وطہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں شاہ وگدا اور شریف ورذیل کی تفریق نہیں، سب ہی ایک زمین پر، ایک امام کے پیچھے، ایک صف میں دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں اور کوئی کسی کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتا، اور اس برادرانہ مساوات اور انسانی برادری کی مشق دن میں پانچ دفعہ ہوتی ہے، کیا مسلمانوں کی معاشرتی جمہوریت کی یہ درس گاہ کہیں اور بھی قائم ہے"۔ (سیرۃ النبی ۱۰۳/۵)

(۲۰) اطاعت وفرماں برداری

باجماعت نماز کے اسلامی نظام میں پوری قوم اپنے امام کی اقتداء، پیروی اور اطاعت کرتی ہے، نماز کا یہی پیغامِ اطاعت یہ مطالبہ کرتا ہے کہ قوم کی پوری زندگی کا بھی ایک امام وراہ نما ہو، جس کی اطاعت کی جائے، بغیر قیادت اور اطاعت کے جماعت کی سلامتی ناممکن ہے، ایک طرف قائد وامام میں قیادت وامامت کی صلاحیت ضروری ہے اور دوسری طرف قوم میں اطاعت واتباع کی قابلیت لازمی ہے۔ (یہ تیرہ فوائد سیرت النبی سے ماخوذ ہیں، الفاظ حتی المقدور خاکسار مؤلف کے ہیں)

پانچواں باب

نماز میں خشوع وخضوع

قرآنِ کریم میں اہل ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ. الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلاَتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ. وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ ا للَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ. (المؤمنون: ۱-۳)

ترجمہ: وہ اہل ایمان بامراد ہیں جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں اور لغویات سے اعراض کرتے ہیں۔

واضح فرمادیا گیا ہے کہ وہی نماز فلاح کا سبب ہوتی ہے جو خشوع وخضوع کے زیور سے آراستہ ہو۔

خشوع کی حقیقت

خشوع کے معنی سکون، جھک جانے، دب جانے، اظہار عجز وانکسار، پستی، فروتنی، تذلل اور نیاز مندی وغیرہ کے ہیں۔ اس کیفیت کا تعلق دل سے بھی ہے اور اعضاء وجوارح سے بھی، دل کسی کی ہیبت اور عظمت وجلال سے مرعوب ہو اور جب وہ سامنے آئے تو سر جھک جائے، اعضاء ڈھیلے ہوجائیں، نگاہیں پست ہوجائیں، آواز دب جائے، نماز میں خشوع سے مراد دل اور جسم کی یہی کیفیت ہے کہ غیر کے خیالات دل میں بالقصد نہ لائے جائیں، اور اعضاء وجوارح عبث حرکتیں نہ کریں؛ بلکہ دل اور جسم اللہ کے سامنے جھک جائیں، یہی نماز کی اصل روح اور خشوع کی حقیقت ہے۔

قرآنِ کریم کی ایک آیت میں وارد ہوا ہے:

وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلاَةِ، وَاِنَّهَا لَکَبِیۡرَةٌ اِلاَّ عَلَی

الْخَاشِعِيْنَ. الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلَاقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. (البقرة: ٤٥)

ترجمہ: اور صبر و نماز کے ذریعہ سے مدد لیا کرو، بلاشبہ نماز گراں ہے مگر خشوع رکھنے والوں پر گراں نہیں ہے، جنہیں اس کا خیال رہتا ہے کہ اپنے پروردگار سے ملنا بھی ہے اور اس کی طرف لوٹنا بھی ہے۔

واضح ہوا کہ نماز نفس پر بہت بھاری ہے، وہی افراد یہ بارگراں اٹھا سکتے ہیں جن کے دلوں میں خوفِ الٰہی ہو اور جن کے دل آخرت کی باز پرس کے ڈر سے ہمہ وقت خدا کے آگے جھکے رہیں۔ اس آیت میں خشوع قلب کے دو خاص اثرات کا بیان ہے، مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں:

''پہلا اثر یہ ہے کہ خاشعین کو اس کا استحضار رہتا ہے کہ یہ عبادتیں رائگاں جانے والی نہیں، اپنے شفیق و کریم پروردگار کے حضور میں بہرحال حاضر ہونا ہے، اس وقت یہ ساری محنت وصول ہو جائے گی، اور استحقاق سے کہیں بڑھ کر اجر ملے گا، شوق نماز اس مراقبہ سے پیدا ہو جانا یقینی ہے۔ دوسرا اثر خشوع قلب کا یہ ہے کہ خاشعین کے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ آخر تو واپسی مالک حقیقی کے روبرو ہوگی، حساب جس طرح ہر عمل کا ہوگا، اسی طرح ترکِ عمل کا بھی ہوگا، ترکِ نماز کی عادت اس مراقبہ سے خود بخود ترک ہو جائے گی، عمل میں ساری سہولتیں یقین ہی کی مضبوطی اور قوت سے پیدا ہوتی ہیں، اور یقین کے ایجابی و سلبی دونوں پہلو یہاں بیان میں آ گئے، نفسیاتِ جدید میں محرکِ عمل دو ہی چیزیں مانی گئی ہیں، ترغیب و ترہیب، ترغیب کا جزو: ﴿أَنَّهُمْ مُلَاقُوْا رَبِّهِمْ﴾ میں جزا و اجر کے استحضار سے آ گیا، اور ترہیب کا جزو: ﴿وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ میں مراقبۂ مواخذہ سے آ گیا''۔ (تفسیر ماجدی ۱/۱۲۰)

خشوع کا شرعی حکم

امام غزالیؒ اور مفسر قرطبیؒ کی رائے یہ ہے کہ نماز میں خشوع فرض و شرط ہے، اگر پوری نماز بغیر خشوع گذر جائے تو نماز ادا ہی نہ ہوگی۔

دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ بلاشبہ خشوع نماز کی روح ہے، مگر اسے رکن کا درجہ نہیں دیا جا سکتا کہ اس کے بغیر نماز واجب الاعادہ ہو۔

صاحب روح المعانی علامہ آلوسیؒ کے بقول خشوع قبول نماز کے لئے شرط ہے۔

علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ خشوع نماز کے حسن قبول کے لئے شرط ہے۔

امام ابن تیمیہؒ کی رائے یہ ہے کہ خشوع واجب ہے، اوراس کی دلیل میں فرماتے ہیں کہ قرآن کے بموجب نماز صرف خاشعین پر بھاری نہیں، غیر خاشعین پر بھاری ہے، تو اس میں خشوع نہ کرنے والوں کی مذمت ہے اور مذمت ترکِ واجب یا ارتکاب حرام پر ہوتی ہے، تو یہ مذمت خشوع کے وجوب کی دلیل ہے۔ اسی طرح خاشعین کو فلاح یاب اور تنہا جنت الفردوس کا وارث قرار دیا گیا ہے، اس سے بھی وجوب مترشح ہوتا ہے، اب جو سجدہ جلدی جلدی کرتا ہے اور کوے کی طرح چونچ مارتا ہے، وہ سجدہ میں خشوع نہیں کرتا، جو رکوع میں ٹھیک سے سر اٹھائے اور کھڑے ہوئے بغیر سجدہ میں چلا جاتا ہے وہ رکوع میں خشوع نہیں کرتا، خشوع نہ کرنے والے کی مذمت احادیث میں بھی آئی ہے، ان سب سے خشوع کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ۵۵۳/۲۲-۵۵۸)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ:

خشوع صحتِ نماز کے لئے موقوف علیہ تو نہیں، اوراس درجہ میں وہ فرض نہیں، مگر قبولِ نماز کا موقوف علیہ اوراس مرتبہ میں فرض ہے''۔ (معارف القرآن ۲۹۶/۶)

خشوع کی دو قسمیں

خشوع کی دو قسمیں ہیں: ایک تو ایمانی خشوع ہے۔ دوسرا منافقانہ خشوع ہے۔ ایمانی خشوع وہ ہے جو دل میں ہو اوراس کا ظہور اعضاء پر بھی ہو، اور منافقانہ خشوع یہ ہے کہ اعضاء سے خشوع ظاہر کرنے کی کوشش ہو، مگر دل خشوع سے خالی اور محروم ہو۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے:

اِيَّاكُمْ وَخُشُوْعَ النِّفَاقِ.

ترجمہ: منافقانہ خشوع سے بچو۔

دریافت کیا گیا کہ منافقانہ خشوع کیا ہے؟ فرمایا:

اَنْ تَریٰ الْجَسَدَ خَاشِعاً وَالْقَلْبُ لَيْسَ بِخَاشِعٍ.

ترجمہ: جسم کے اعضاء پر خشوع ظاہر کیا جائے اور دل میں خشوع نہ ہو۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اعضاء ظاہری کے ذریعے دل کے اندرونی خشوع سے زیادہ خشوع ظاہر کرنا ناپسندیدہ چیز ہے۔ بعض اکابر کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے کسی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے مونڈھوں کی ہیئت مصنوعی سے خشوع ظاہر کررہا ہے، تو فرمایا: بھائی! خشوع مونڈھوں میں نہیں ہے؛ بلکہ خشوع دل میں ہوتا ہے، دل محرومِ خشوع ہوتو لاحاصل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو نماز میں سر اور گردن خوب جھکائے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

یَا صَاحِبَ الرَّقَبَةِ! اِرْفَعْ رَقَبَتَکَ، لَيْسَ الْخُشُوْعُ فِی الرِّقَابِ، اِنَّمَا الْخُشُوْعُ فِی الْقُلُوْبِ. (مدارج السالکین لابن القیمؒ ۵۵۹/۱)

ترجمہ: اے گردن جھکانے والے! گردن اٹھاؤ، خشوع گردنوں میں نہیں، دلوں میں ہوتا ہے۔

خشوع کے فوائد

(۱) گناہوں سے درگذر: سورۃ الاحزاب میں نیک بندوں کے ذکر میں "**خَاشِعِيْنَ وَخَاشِعَاتٍ**" خشوع کرنے والے مردوں اور عورتوں کا تذکرہ بھی ہے، اور آخر میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ نے ان کے لئے مغفرت مہیا کررکھی ہے۔

(۲) اجر عظیم: سورۃ الاحزاب ہی میں ہے کہ خشوع کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے اللہ نے بڑا اجر تیار کررکھا ہے۔

(۳) **نماز کی ادائیگی آسان ہونا**: سورۃ البقرہ میں وارد ہوا ہے کہ خشوع اختیار کرنے والوں کے لئے نماز کی ادائیگی گراں نہیں رہتی؛ بلکہ آسان ہو جاتی ہے۔

(۴) **رحمت الٰہی کا فیضان**: حدیث میں آیا ہے:

اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلاۃِ فَلا یَمْسَحِ الْحَصیٰ فَاِنَّ الرَّحْمَۃَ تُوَاجِھُہٗ. (ترمذی شریف)

جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو، تو کنکریوں پر ہاتھ نہ پھرے؛ کیوں کہ اس وقت اللہ کی خاص رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے، کنکری پر بلا ضرورت ہاتھ پھیرنا خشوع کے خلاف ہے، اور ہاتھ نہ پھیرنا خشوع ہے جس کے نتیجے میں رحمتِ الٰہی متوجہ ہوتی ہے۔

(۵) **شیطان سے حفاظت**: حضرت سہل کا بیان ہے کہ:

مَنْ خَشَعَ قَلْبُہٗ لَمْ یَقْرُبْ مِنْہُ شَیْطَانُ. (مدارج السالکین ۱/۵۵۹)

ترجمہ: جس کے دل میں خشوع ہوتا ہے، اس سے شیطان قریب نہیں ہوتا۔ (بلکہ دور ہی رہتا ہے)

خشوع کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ اِمْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُہٗ صَلاۃٌ مَکْتُوْبَۃٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَ ھَا وَخُشُوْعَھَا وَرُکُوْعَھَا، اِلَّا کَانَتْ کَفَّارَۃً لِمَا قَبْلَھَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ یُؤْتِ کَبِیْرَۃً، وَذٰلِکَ الدَّھْرَ کُلَّہٗ.

(مسلم: باب فضل الوضوء)

ترجمہ: جو مسلمان بھی فرض نماز کا وقت آنے پر اچھی طرح وضو کرتا ہے اور خوب خشوع کے ساتھ اچھی طرح رکوع کر کے نماز پڑھتا ہے، تو اس کی نماز اس کے لئے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے، اور نماز کی یہ فضیلت اس کو ہمیشہ حاصل ہوتی رہے گی۔

(۲) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الرَّجُلَ لَیَنْصَرِفُ، وَمَا کُتِبَ لَهٗ اِلَّا عُشْرُ صَلاَتِهٖ تُسُعُهَا ثُمُنُهَا سُبُعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا.

(ابوداؤد: باب ما جاء فی نقصان الصلاۃ)

ترجمہ: آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لئے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، اس طرح بعض کے لئے نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔

یعنی جس قدر نماز میں خشوع ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ملتا ہے، اور جتنا خشوع میں کمی ہوتی ہے اتنا ہی ثواب کم ہوتا ہے۔

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلاَۃُ مَثْنٰی مَثْنٰی، تَشَهُّدٌ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَتَضَرُّعٌ وَتَخَشُّعٌ وَتَمَسْکُنٌ ثُمَّ تُقْنِعُ یَدَیْکَ یَقُوْلُ: تَرْفَعُهُمَا اِلیٰ رَبِّکَ عَزَّوَجَلَّ مُسْتَقْبِلاً بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَکَ تَقُوْلُ یَا رَبِّ یَا رَبِّ ثَلاثًا فَمَنْ لَمْ یَفْعَلْ کَذٰلِکَ فَهِیَ خِدَاجٌ. (مسند احمد: ۱۹۷/٤)

ترجمہ: نماز کی دو رکعتیں اس طرح پڑھو کہ ہر دو رکعت کے آخر میں تشہد پڑھو، نماز میں عاجزی، آہ وزاری، خشوع وسکون اور مسکنت کا اظہار کرو، نماز سے فراغت کے بعد اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اپنے رب کے سامنے اس طرح اٹھاؤ کہ دونوں ہاتھوں کی تھیلیاں تمہارے چہرے کی طرف ہوں، پھر تین بار یارب یارب کہہ کر دعا کرو، جس نے اس طرح نہ کیا اس کی نماز اجر وثواب کے لحاظ سے ناقص ہوگی۔

(۴) ارشادنبویؐ ہے:

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ أَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَیْهِ بِوَجْهِهٖ حَتّٰی یَنْقَلِبَ اَوْ یُحْدِثَ حَدَثَ سُوْءٍ. (ابن ماجہ)

ترجمہ: آدمی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے، تو اللہ اس کی طرف

پوری توجہ فرماتا ہے، یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوجائے یا وہ نماز میں خلاف خشوع کوئی عمل کرے۔

(۵) خشوع ہی کو احسان واخلاص سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، احسان کی حقیقت یہ ہے کہ خدا کی بندگی اس طرح کی جائے جیسے کہ وہ قہار وقدوس ہستی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور گویا ہم اس کو دیکھ رہے ہیں، ورنہ وہ تو ہم کو دیکھ ہی رہا ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

اُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. (طبرانی)

ترجمہ: اللہ کی عبادت اس طرح کرو، جیسے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت نصیب نہ ہو، تو پھر یہ دھیان میں رکھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

احسان واخلاص، خشوع وحضور قلب کے بغیر نماز اور دیگر عبادات ناقص ونامکمل رہ جاتی ہیں۔

(۶) حدیث نبوی ﷺ ہے:

مَثَلُ الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ كَمَثَلِ الْمِيْزَانِ، مَنْ أَوْفٰى اِسْتَوْفٰى. (بیہقی)

ترجمہ: فرض نماز کی مثال ترازو کی سی ہے، جو نماز پوری طرح ادا کرتا ہے، اسے پورا اجر ملتا ہے (جتنا خشوع ہوگا اتنا ثواب بڑھے گا)

خشوع کے فوائد اور خشوع نہ ہونے کے نقصانات

حدیث میں آیا ہے کہ پابندی اور خشوع وخضوع کا اہتمام کرنے سے پانچ فوائد سامنے آتے ہیں:

يُرْفَعُ عَنْهُ ضِيقُ الْعَيْشِ وَعَذَابُ الْقَبْرِ وَيُعْطِيهِ اللّٰهُ كِتَابَهُ بِيَمِينِهٖ وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

ترجمہ: (۱) اس پر سے رزق کی تنگی ہٹادی جاتی ہے (۲) عذابِ قبر

سے حفاظت ہوتی ہے (۳) نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا (۴) ایسا شخص پل صراط پر بجلی کی طرح تیزی سے گذر جائے گا (۵) جنت میں بلاحساب داخلہ ملے گا۔

دوسری طرف خشوع سے محرومی اور پابندی واہتمام سے نماز ادا نہ کرنے کے پندرہ نقصانات ہیں، جن میں چھ دنیوی نقصانات ہیں، تین موت کے وقت کے، تین قبر کے اور تین قبر سے نکلنے کے بعد کے ہیں۔

دنیوی نقصانات

(۱) زندگی میں برکت کا نہ ہونا (۲) صالحیت کا نور چہرہ پر نہ ہونا (۳) نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا جانا (۴) دعا قبول نہ ہونا (۵) نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق باقی نہ رہنا (۶) خلق خدا کی نگاہ میں مبغوض ہونا۔

موت کے وقت کے نقصانات

(۱) ذلت سے موت آتی ہے (۲) بھوکا مرتا ہے (۳) شدتِ پیاس کی حالت میں موت آتی ہے، چاہے جتنا پی لے پیاس نہیں بجھتی۔

قبر کے نقصانات

(۱) قبر کا اس قدر تنگ ہونا کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں (۲) قبر میں آگ جلادی جاتی ہے (۳) انتہائی خوف ناک، بدشکل، گنجا، آگ کی آنکھوں والا، لوہے کے ناخن والا بے حد لمبا سانپ جو زخمی کرتا اور ڈستا ہے، اور اس کے ایک دفعہ مارنے سے مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے، قیامت تک یہ عذاب ہوتا رہتا ہے۔

قبر سے نکلنے کے بعد کے نقصانات

(۱) سختی سے حساب (۲) غضب الٰہی کا سامنا (۳) جہنم میں داخلہ۔ (یہ حدیث ''فضائل نماز'' سے ماخوذ ہے)

چھٹا باب

خشوع پیدا کرنے کے اسباب اور طریقے

نمازوں اور عبادتوں میں خشوع پیدا کرنے کے مختلف اسباب اور طریقے ہیں، جن کا علم احادیث نبویہ اور آثار صحابہؓ سے ہوتا ہے، کچھ آداب وامور وہ ہیں جن کو اختیار کرنا خشوع کے لئے لازمی ہے، اور کچھ امور وہ ہیں جن سے احتراز واجتناب خشوع کے لئے ضروری ہے، ذیل میں کچھ اسبابِ خشوع کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) نماز کے لئے مکمل تیاری

نماز کی مکمل تیاری کی جائے، مؤذن کے کلمات کے ساتھ ہی جواب دیا جائے، اذان پوری ہونے کے بعد مشروع دعا پڑھی جائے، نماز کے لئے اچھی طرح وضو کیا جائے، وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے اور وضو کے بعد مسنون دعا پڑھی جائے، مسواک کا اہتمام کیا جائے، عمدہ لباس زیب تن کیا جائے، ستر عورت کا لحاظ رکھا جائے، سکون ووقار سے مسجد کی طرف قدم بڑھایا جائے، اذان کے بعد مسجد آنے میں جلدی کی جائے، مسجد میں آکر دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا جائے، اعتکاف کی نیت کی جائے، زبان کو ذکر وتلاوت میں مشغول رکھا جائے، ادب سے بیٹھ کر نماز کا انتظار کیا جائے، انگلیاں نہ چٹخائی جائیں، پھر جب نماز کھڑی ہو تو صفوں کو درست کیا جائے اور مل کر کھڑا ہوا جائے، اور درمیان میں رخنہ نہ چھوڑا جائے۔ اس طرح نماز کی مکمل تیاری کی جائے، تو نماز میں خشوع پیدا ہوتا ہے۔

(۲) اطمینان وسکون

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے طریقے میں یہ بات منقول ہے کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم ہر رکن اطمینان سے ادا فرماتے تھے، اور جب تک ہر ہڈی اپنی اصل جگہ لوٹ نہیں آتی تھی، دوسرا رکن ادا نہ کرتے تھے؛ بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جب تک اتنا اطمینان نہ ہو، نماز نامکمل رہتی ہے۔ (ابوداؤد شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهٗ، وَیَنْقُرُ فِیْ سُجُوْدِهٖ، مَثَلُ الْجَائِعِ یَأْکُلُ التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَیْنِ، لَا یُغْنِیَانِ عَنْهُ شَیْئاً. (طبرانی)

ترجمہ: اس شخص کی مثال جو اپنا رکوع مکمل نہیں کرتا اور اپنے سجدے میں ٹھونگ مارتا ہے، اس بھوکے کی سی ہے جو ایک کھجور یا دو کھجور کھائے، ظاہر ہے کہ اس سے اس کا کچھ بھلا ہونے والا اور پیٹ بھرنے والا نہیں ہے، اسی طرح ایسے رکوع اور سجدے سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔

جو شخص نماز میں اطمینان وسکون ملحوظ نہ رکھے، وہ خشوع کی دولت نہیں پا سکتا، جلد بازی خشوع کو ختم کر دیتی ہے، ٹھونگ مارنے سے ثواب سے محرومی ہوتی ہے، خشوع کے ایک معنی سکون کے بھی ہیں۔ معلوم ہوا کہ سکون واطمینان سے خشوع کی دولت مل سکتی ہے۔

(۳) دورانِ نماز موت کی یاد

ارشاد نبوی ہے:

اُذْکُرِ الْمَوْتَ فِیْ صَلَاتِکَ فَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا ذَکَرَ الْمَوْتَ فِیْ صَلَاتِهٖ لَحَرِیٌّ أَنْ یُحْسِنَ صَلَاتَهٗ، وَصَلِّ صَلَاةَ رَجُلٍ لَا یَظُنُّ اَنَّهٗ یُصَلِّیْ صَلَاةً غَیْرَهَا. (سلسلة الاحاديث الصحيحة: محمد ناصر الدين البانی ۴۰۸/۳، حديث: ۱۴۲۱)

ترجمہ: اپنی نماز میں موت کو یاد کیا کرو؛ کیوں کہ آدمی جب نماز

میں موت کو یاد کرتا ہے، تو وہ اپنی نماز کو بہتر طریقہ پر ادا کرتا ہے، اور ایسے شخص کی طرح نماز پڑھو جسے (زندگی میں) دوسری نماز پڑھنے کا خیال وگمان نہ ہو (یعنی اسے دوسری نماز کا وقت آنے سے پہلے موت کا یقین ہو)

یہی وصیت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمائی تھی:

اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلاَتِکَ فَصَلِّ صَلاَۃَ مُوَدِّعٍ. (مسند احمد)

ترجمہ: جب تم نماز میں کھڑے ہوتو رخصت کرنے والے کی نماز کی طرح نماز پڑھو۔

اگر نماز میں موت کو یاد کیا جائے اور ہر نماز زندگی کی آخری نماز سمجھ کرادا کی جائے، تو اس سے یقینی طور پر خاشعانہ رنگ پیدا ہوگا۔

(۴) آیات واذکار میں تدبر وتفکر

قرآنِ کریم کے نزول کا اہم مقصد تدبر ہے، فرمایا گیا:

کِتَابٌ اَنزَلْنَاہُ اِلَیْکَ مُبَارَکٌ لِیَدَّبَّرُوْا آیَاتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُوْلُوْ الْأَلْبَابِ.

یہ کتاب ایک بڑی برکت والی کتاب ہے، جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی ہے؛ تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔

اور تدبر اسی وقت ہوسکتا ہے، جب الفاظ کے معانی ومفاہیم کا علم ہو، پھر تدبر کے نتیجہ میں خشیت، اثر پذیری اور خوف پیدا ہوتا ہے، فرمایا گیا:

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیَاتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَعُمْیَاناً. (الفرقان: ۷۳)

ترجمہ: رحمٰن کے بندے وہ ہیں، جنہیں اگر ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے، تو اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے۔

یعنی قرآنی حقائق و معارف کی طرف سے اندھے بہرے نہیں ہوتے؛ بلکہ عقل وفہم کے ساتھ اس پر توجہ مرکوز کرتے ہیں، احکام کی تعمیل میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ آیاتِ قرآنی کو بہ گوشِ قبول سنتے اور بہ چشمِ عبرت دیکھتے ہیں۔

عام طور پر تدبر اسی وقت حاصل ہوتا ہے، جب آیت کو بار بار دہرایا جائے اور معنی سمجھنے کی کوشش کی جائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مروی ہے کہ ایک رات ایک ہی آیت صبح تک نماز میں دہراتے رہے، وہ آیت یہ تھی:

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُکَ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَکِيۡمُ. (المائدۃ: ۱۱۸، مسند احمد وابن ماجۃ)

ترجمہ: اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔

تدبر کا ایک طریقہ وہ بھی ہے جسے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا ہے کہ:

صَلَّيۡتُ مَعَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيۡلَةٍ، يَقۡرَأُ مُتَرَسِّلاً، اِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيۡهَا تَسۡبِيۡحٌ سَبَّحَ، وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ. (صحیح مسلم: باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل)

ترجمہ: میں نے ایک رات (تہجد کی نماز) اللہ کے رسول کے ساتھ ادا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے قرأت فرما رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی آیتِ تسبیح سے گذرتے تو تسبیح پڑھتے، آیتِ دعا سے

گذرتے تو دعا مانگتے، اور جب تعوذ سے گذرتے تو اللہ سے پناہ مانگتے۔

صحابیٔ رسول حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اور صرف یہی آیت دہراتے رہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. (الاخلاص: ١، مسند احمد ٤٣/٣)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ لوگوں کو رمضان میں رات میں نماز پڑھا رہے تھے اور یہی آیت بار بار دہرا رہے تھے:

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ، اِذِ الْاَغْلَالُ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُوْنَ. فِي الْحَمِيْمِ. ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ. (المؤمن: ٧٠-٧٢)

ترجمہ: عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے، اور زنجیریں جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے، اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دئے جائیں گے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ ایک رات وہ نوافل میں مشغول رہے اور تقریباً بیس بار یہ آیت پڑھتے رہے:

وَاتَّقُوْا يَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ، ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ. (البقرة: ٢٨١)

ترجمہ: اس دن کی رسوائی اور مصیبت سے بچو، جب کہ تم اللہ کی طرف واپس ہوگے، وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا، اور کسی پر ظلم ہرگز نہ ہوگا۔

حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک رات وہ نوافل پڑھتے رہے اور صبح تک یہ آیت دہراتے رہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا. (ابراهيم: ٣٤)

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔

صبح کو دریافت کیا گیا کہ آپ آج رات بھر یہی آیت پڑھتے رہے؟ فرمایا ہاں ہر طرف اللہ کی نعمتیں نظر آتی ہیں، اور جو نعمتیں ہمارے علم میں نہیں ہیں، وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ (التذکار فی افضل الاذکار: قرطبی ۱۲۵)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا ایک ہی آیت بار بار دہرانا تدبر کے مقصد سے خوفِ الٰہی کے پیش نظر تھا۔

آیاتِ قرآنی واذکار ماثورہ یاد ہوں اور ان کو حسبِ موقع پڑھا جائے، اس سے بھی تدبر پیدا ہوتا ہے، اور تدبر سے خشوع مکمل طور پر پیدا ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم کامل اہل ایمان کا ذکر اس طرح کرتا ہے:

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعاً. (الاسراء: ١٠٩)

ترجمہ: وہ منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات بیدار ہوئے اور وضو کے بعد نماز ادا کرنے لگے، نماز میں مسلسل روتے رہے، یہاں تک کہ آنسوؤں کی کثرت کی وجہ سے زمین تر ہوگئی، حضرت بلال ؓ آئے اور فجر کی نماز کی اطلاع دینی چاہی، آپ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دئے ہیں، پھر آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْداً شَكُوْراً.

ترجمہ: کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

رات مجھ پر چند آیات نازل ہوئیں، اس شخص کے لئے بربادی ہے جو ان آیات کو

پڑھ تو لے، مگر ان میں تدبر نہ کرے، وہ آیات یہ ہیں:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ. (آل عمران تا ختم رکوع)

معلوم ہوا کہ تدبر و تفکر خشوع پیدا کرتا ہے۔

(۵) ہر آیت پر سانس توڑنا

ہر آیت پر سانس توڑنے کا عمل فہم و تدبر اور خشوع و خضوع میں بے حد مؤثر ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہی تھا۔ حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھتے، پھر سانس لیتے، پھر اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ پڑھتے پھر سانس لیتے، اس طرح ہر آیت الگ الگ سانس لے کر پڑھتے۔ (سنن ابی داؤد) معلوم ہوا کہ ہر آیت پر سانس توڑنا سنت ہے، اس سے خشوع پیدا ہوتا ہے۔

(۶) اطمینان سے تلاوتِ قرآن

قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا. (المزمل: ٤)

ترجمہ: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔

اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ تلاوتِ قرآن میں جلدی نہ کی جائے، ہر ہر لفظ اطمینان سے ادا کیا جائے، اس طرح تلاوت سے فہم و تدبر میں مدد ملتی ہے، دل پر گہرا اثر ہوتا ہے، ذوق و شوق میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز میں قرآنِ پڑھتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا ایک ایک حرف بالکل واضح ہوتا تھا۔ (ترمذی شریف)

اطمینان سے تلاوت کا سب سے اہم فائدہ خشوع کی کیفیت پیدا ہونا ہے، جلد بازی

خشوع کو غارت کر دیتی ہے۔

(۷) اچھی آواز میں تلاوت

اچھی آواز، انداز اور لہجہ واسلوب میں تلاوت سے بھی خشوع پیدا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا:

زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْناً. (اخرجه الحاكم ۱/۵۷۵)

ترجمہ: قرآنِ کریم کو اپنی آوازوں سے زینت دو، اچھی آواز قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔

خوش آوازی کا مطلب یہ نہیں کہ بیجا مد کیا جائے، بے ضرورت لحن ہو اور بلا وجہ کھینچا جائے؛ بلکہ اصول تجوید کے مطابق قرآنِ کریم کی تلاوت ہو، تلاوت کے وقت خشیت الٰہی اور عظمت وجلال کلام الٰہی کی کیفیت پائی جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

اِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتاً بِالْقُرْاٰنِ الَّذِیْ اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ يَقْرَأُ حَسِبْتُمُوْهُ يَخْشَى اللّٰهَ. (ابن ماجة)

ترجمہ: قرآنِ کریم کی تلاوت میں سب سے زیادہ خوش آواز وہ ہے جس کو تلاوت کرتے ہوئے جب تم سنو تو یہ سمجھو کہ یہ اللہ سے ڈر رہا ہے اور اس پر خشیت طاری ہے۔

(۸) اللہ سے ہم کلامی کا تصور

ایک حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ: فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعَالَمِيْنَ، قَالَ اللّٰهُ: حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ، فَاِذَا قَالَ: الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قَالَ اللّٰهُ: اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ، فَاِذَا قَالَ: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، قَالَ اللّٰهُ: مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ، فَاِذَا قَالَ: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، قَالَ: هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ، وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ، فَاِذَا قَالَ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ، قَالَ اللّٰهُ: هٰذَا لِعَبْدِيْ، وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ. (صحيح مسلم: باب وجوب قراءة الفاتحة فى كل ركعة)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، اس کا نصف حصہ میرے لئے ہے، اور نصف میرے بندے کے لئے ہے، اور میرے بندے کو وہ بخشا گیا جو اس نے مانگا، جب بندہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ کہتا ہے، تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ اور جب وہ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے، تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف بیان کی ہے۔ اور جب وہ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کہتا ہے، تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی۔ اور جب وہ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے، اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا۔ پھر جب بندہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا ہے، تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا۔

ہر نمازی اگر اس حدیث کا استحضار کر لے، تو اس کی نماز میں مکمل خشوع پیدا ہو جائے اور

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کا گہرا اثر محسوس کرلے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نماز اللہ سے سرگوشی ہے، نمازی میں اگر اللہ کی ہم کلامی کا تصور پیدا ہو جائے تو اس کی نماز میں خاشعانہ روح بیدار ہو سکتی ہے۔

(۹) کھلی جگہ پر سُترہ قائم کرنا

کھلی جگہ پر نماز ادا کی جائے، تو مستحب یہ ہے کہ سترہ (سامنے ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگشت موٹی چیز) گاڑ دیا جائے اور اس سے قریب کھڑا ہوا جائے، اس سے شیطانی وساوس دور ہوتے ہیں، حضور قلب اور خشوع کی دولت میسر آتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیُصَلِّ اِلیٰ سُتْرَۃٍ وَلْیَدْنُ مِنْھَا. (ابو داؤد شریف)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترہ قائم کرلے اور اس سے قریب کھڑا ہو۔

سترے سے قریب کھڑے ہونے کی حکمت حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے:

اِذَا صَلّٰی أَحَدٌ اِلٰی سُتْرَۃٍ فَلْیَدْنُ مِنْھَا، لَا یَقْطَعِ الشَّیْطَانُ عَلَیْہِ صَلَاتَہٗ. (ابو داؤد شریف)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی سترہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے، تو سترے کے قریب کھڑا ہو؛ تاکہ شیطان اس کی نماز کے خشوع کو متأثر نہ کرنے پائے۔

کیوں کہ اگر سترہ سے دور کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا تو دورانِ نماز اسے ہر دم یہ خیال آتا رہے گا کہ سامنے سے کوئی گذر نہ جائے، یہ خیال وسوسہ کی حد تک پہنچے گا اور خشوع پر اثر انداز ہو جائے گا؛ اس لئے سترہ سے قریب کھڑا ہو؛ تاکہ خشوع باقی رہے۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ رہے۔ واضح ہوا کہ سترہ قائم کرنا خشوع کے لئے بے حد مفید ہے۔

(۱۰) نماز میں ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ یہ منقول ہے کہ نماز میں آپ ناف کے

نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے، اور بے حد ادب وتواضع سے کھڑے ہوتے تھے۔ نماز میں اس ہیئت پر کھڑے ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں بندگی اور عجز وتذلل کا بے انتہا اظہار ہے، ظاہر ہے کہ اس سے خشوع پیدا ہوتا ہے۔

(۱۱) نماز میں جائے سجدہ کو دیکھنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلىَّ طَأْطَأَ رَأْسَهٗ وَرَمٰى بِبَصَرِهٖ نَحْوَ الْأَرْضِ. (رواه الحاكم ٤٧٩/١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرتے تھے تو اپنا سر جھکاتے تھے اور اپنی آنکھ سے زمین کو دیکھتے تھے۔

نماز میں جائے سجدہ پر نظر رکھنے اور اِدھر اُدھر نظر نہ ڈالنے کی حکمت حضور قلب اور خشوع کو باقی رکھنا ہے، جہاں تک آنکھ بند کرکے نماز ادا کرنے کا مسئلہ ہے تو یہ خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔

(۱۲) تشہد میں انگشتِ شہادت اٹھانا

تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے وقت انگشت شہادت کھڑی کرنا اور اس سے اشارہ کرنا نماز میں خشوع اور حضور قلب کا اہم سبب ہے؛ بلکہ حدیث شریف میں ہے:

لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ. (مسند احمد)

ترجمہ: یہ عمل شیطان کے اوپر لوہے سے زیادہ سخت ہے۔

کیوں کہ اس سے اللہ کی وحدانیت اور اخلاص کی یاد دہانی ہوتی ہے، اور شیطان کو سب سے زیادہ ناگوار یہی چیز ہے، اس لئے لوہے کی مار سے زیادہ سخت یہ حرکت شیطان کے لئے ہے۔ صحابہ کرام کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تشہد میں اس اشارہ کا التزام اور پابندی کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۸۱/۱۰)

(۱۳) نماز میں سورتوں، آیات اور اذکار کا تنوع

نماز میں جب انسان متنوع سورتیں اور آیات پڑھتا ہے اور اذکار وادعیہ میں بھی تنوع ملحوظ رکھتا ہے، تو اس کا دل آیات واذکار کے معانی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور اس سے خاشعانہ کیفیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

نماز کے آغاز میں تعوذ وتسمیہ کے بعد کونسی دعا پڑھی جائے؟ احادیث میں مختلف دعائیں مذکور ہیں۔ عام طور پر تو:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ.

ترجمہ: اے اللہ تیری ذات پاک ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیرا رتبہ بلند ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

والی دعا منقول ہے۔

لیکن بعض روایتوں میں یہ دو دعائیں اور ملتی ہیں:

(۱) **اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ. اَللّٰھُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.**

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہوں کے درمیان وہی دوری کر دیجئے جو مشرق ومغرب کے درمیان ہے، خدایا مجھے گناہوں سے اسی طرح پاک و صاف کر دیجئے، جیسے سفید کپڑا گندگی سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولے کے ذریعہ مجھ سے دھو دیجئے۔

(۲) اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفاً وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ.

ترجمہ: میں نے اپنا رخ یکسو ہوکر اس اللہ کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میری نماز، میرے مراسم عبودیت، میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے، جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

اسی طرح سورتوں اور آیتوں میں بھی تنوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، فجر میں سورۂ واقعہ، سورۂ طور، سورۂ ق، سورۂ تکویر، سورۂ زلزال اور معوذتین، نیز سورۂ روم، سورۂ یٰس، سورۂ صٰفّٰت، اور جمعہ کے دن فجر میں سورۂ سجدہ، سورۂ دہر کا پڑھنا روایات میں موجود ہے۔ نماز ظہر میں سورۂ طارق وبروج، سورۂ لیل وغیرہ، نمازِ مغرب میں سورۂ تین، سورۂ محمد، سورۂ مرسلات اور قصار مفصل کی سورتیں، نماز عصر وعشاء میں اوساط مفصل (سورۂ شمس، اعلیٰ، لیل وغیرہ) ثابت ہیں۔ تہجد میں عام طور پر لمبی قرأت ہوتی تھی، مگر کبھی اختصار بھی ملحوظ رہتا تھا۔

یہی حال رکوع وسجدہ کے اذکار کا بھی ہے، مختلف اذکار ثابت ہیں، واقعہ یہ ہے کہ تنوع خشوع کے اہم اسباب میں سے ہے۔

(۱۴) آیتِ سجدہ پر سجدۂ تلاوت کرنا

تلاوت کے آداب میں یہ ہے کہ جب آیت سجدہ پڑھی جائے، تو سجدہ کیا جائے۔

قرآنِ کریم میں انبیاء اور صالحین کے اوصاف میں یہ فرمایا گیا ہے:

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّداً وَّبُکِیّاً. (مریم: ۵۸)

ترجمہ: جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں، تو وہ روتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہیں۔

مفسر ابن کثیرؒ کے بقول: ''انہیں انبیاء وصالحین کے طریقہ کی اتباع واقتداء کے لئے سجدۂ تلاوت کی مشروعیت پر علماء کا اجماع ہے''۔ (تفسیر ابن کثیر ۲۳۸/۵)

سجدۂ تلاوت خشوع میں اضافہ کرتا ہے، قرآنِ کریم کے بموجب:

وَيَخِرُّوْنَ لِلأَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعاً. (الاسراء: ۱۰۹)

ترجمہ: اللہ کے نیک بندے منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اسے سن کر ان کا خشوع اور بڑھ جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول ثابت ہے کہ جب نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت فرماتے تو فوراً سجدہ کرتے۔ حضرت ابورافعؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ نماز عشاء ادا کی، حضرت ابوہریرہؓ نے سورۂ انشقاق کی تلاوت کی اور درمیان میں سجدۂ تلاوت کیا، پھر فرمایا کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدۂ تلاوت کیا ہے۔ (بخاری شریف: باب الجہر بالعشاء)

سجدۂ تلاوت میں شیطان کی تذلیل واہانت ہے، اور شیطان کے داؤں کو ختم کرنا اور اس کے وساوس کا ازالہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ، يَقُوْلُ: يَا وَيْلِي! أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ. (مسلم شریف)

ترجمہ: جب فرزند آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان

الگ ہٹ کر رونے لگتا ہے، اور کہتا ہے ہائے افسوس! فرزند آدم کو حکم سجدہ ہوا، اس نے سجدہ کیا، اب اس کے لئے جنت ہے، اور مجھے حکم سجدہ ہوا تو میں نے انکار کر دیا، اسی لئے میں مستحق جہنم ہوں۔

(۱۵) اعوذ باللہ پڑھنا

شیطان انسان کا سب سے بڑا اور کھلا دشمن ہے، اس کی دشمنی کا ایک مظہر یہ ہے کہ نماز میں وسوسہ ڈال کر خشوع ختم کرتا ہے اور اشتباہ پیدا کرتا ہے، شیطان کی مثال ڈاکو کی ہے کہ جب بھی آدمی اللہ کی عبادت کرتا ہے، شیطان وساوس کا حملہ کرتا ہے، اور خشوع لوٹ لے جاتا ہے، ہر آدمی کی نماز میں وساوس آتے ہیں، بعض اسلاف سے یہ منقول ہے کہ یہود ونصاریٰ کی عبادت میں وسوسے نہیں آتے؛ کیوں کہ چور خالی مکان میں نقب نہیں لگاتا، جن کے دل میں نورِ ایمانی ہی نہ ہو وہاں وساوس کیسے آئیں گے، ہاں جو نورِ ایمان سے منور ہیں، ان کے دلوں میں وساوس آتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان جب اللہ کی رضا کے لئے نماز ادا کرتا ہے، تو وہ اللہ سے ہم کلام ہوتا ہے، وہ قربِ خداوندی کے اعلیٰ مرتبہ پر ہوتا ہے، شیطان کو یہ چیز بہت ناگوار لگتی ہے، چوں کہ وہ راندۂ درگاہِ الٰہی، رجیم ومردود وملعون ہے، اس لئے وہ دوسرے کو مقرب بارگاہِ خداوندی دیکھنا نہیں چاہتا؛ اس لئے وساوس کے ذریعہ حضور قلب اور خشوع سے محروم کرنے میں لگ جاتا ہے۔

حدیث شریف میں وساوسِ شیطانیہ کو دفع کرنے اور خشوع باقی رکھنے کی تدبیر یہ بتائی گئی ہے کہ: ’’اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ‘‘ پڑھ لیا جائے۔

(۱۶) سلف کی حالت پر غور کرنا

اگر اسلاف کی حالت پر نگاہِ عبرت ڈالی جائے، ان کے نماز سے بے پایاں تعلق

وعشق، حضور قلب اور خشوع پر غور کیا جائے، تو اس کا نتیجہ اپنی نماز میں بھی خاشعانہ کیفیت ظاہر ہونے کی شکل میں سامنے آئے گا۔ حضرت مجاہد کا بیان ہے کہ: صحابۂ کرام نماز میں کھڑے ہوتے تھے، تو اللہ کی ہیبت اور عظمت ان پر طاری رہا کرتی تھی، اِدھر اُدھر دیکھنے، کنکری چھونے اور پلٹنے، کسی چیز سے کھیلنے، نگاہ اٹھا کر دیکھنے اور دنیوی امور میں غور کرنے سے پوری طرح مجتنب رہا کرتے تھے۔

(۱۷) خشوع کے فضائل سے واقفیت

نماز میں خشوع کے فضائل وفوائد کا ذکر آ چکا ہے، اگر آدمی ان کا استحضار رکھے اور نماز ادا کرنے سے قبل ان کا تصور دل میں جاگزیں کرے، تو ان شاء اللہ اس کی نماز میں ضرور خاشعانہ روح پیدا ہوگی۔

(۱۸) الحاح وزاری کے ساتھ دعا

اللہ سے عاجزی وزاری اور الحاح وتضرع کے ساتھ دعا وہ عمل ہے جو اللہ سے بندہ کا ربط بڑھاتی ہے اور خاشعانہ کیفیت کو جلا بخشتی ہے۔ قرآنِ کریم میں دعا کا حکم ہے:

اُدْعُوْ رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَ خُفْیَةً. (الاعراف: ۵۵)

ترجمہ: اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے دعا کرو۔

حدیث شریف میں ہے:

مَنْ لَمْ یَسْأَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ. (ترمذی: کتاب الدعوات)

جو اللہ سے نہیں مانگتا، اللہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدوں میں، دونوں سجدوں کے درمیان جلسات میں اور تشہد کے بعد دعائیں ثابت ہیں، دعا کا سب سے اچھا مقام سجدہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوْا

الدُّعَاءَ. (مسلم: باب ما يقال فى الركوع والسجود)

ترجمہ: بندہ سب سے زیادہ اللہ سے قریب سجدہ میں ہوتا ہے، تو سجدہ میں خوب دعا کرو۔

مزید وارد ہوا ہے:

اَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ. (مسلم: باب النهى عن قراءة القرآن فى الركوع والسجود)

ترجمہ: سجدے میں خوب محنت سے دعا کیا کرو؛ کیوں کہ وہ شرفِ قبولیت پانے کی زیادہ مستحق ہے۔

(۱۹) نماز کے بعد کے اذکار

نماز کے بعد احادیث میں مختلف اذکار منقول اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، ان کا فائدہ یہ ہے کہ خاشعانہ کیفیت کو دل میں مستحکم کرتے ہیں، اور نماز کی برکات وفوائد محسوس ومشاہد ہونے لگتے ہیں۔

نماز کے بعد کے اذکار میں استغفار کو نمایاں مقام حاصل ہے، استغفار کا منشا نماز میں صادر ہونے والی کوتاہی سے معافی کی درخواست ہے، ظاہر ہے کہ اس سے خشوع کا رنگ پختہ اور گہرا ہی ہوگا۔

(۲۰) غافل کرنے والی اشیاء کا ازالہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک منقش پردہ اپنے کمرے پر لٹکا رکھا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

اَمِيْطِيْ عَنِّيْ فَاِنَّهٗ لَا تَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلَاتِيْ. (بخاری شریف)

ترجمہ: یہ پردہ ہٹالو؛ کیوں کہ اس کی تصویریں (نقش ونگار) نماز میں میرے سامنے ظاہر ہوتی ہیں (اور سبب غفلت بن جاتی ہیں)

روایات میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے، تو وہاں مینڈھے کی دو سینگیں دیکھیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تو حضرت عثمان حجبیؓ (کلید بردار کعبہ) سے فرمایا کہ ان سینگوں کے چھپانے اور ڈھانکنے کا حکم دینا میں بھول گیا، یہ مناسب نہیں ہے کہ خانۂ کعبہ میں ایسی چیز رہے جو نمازی کے دل کو مشغول کر دے۔

عام گذرگاہوں، شور و ہنگامے کے مقامات، گفتگو کرنے والوں کے آس پاس نماز ادا کرنے سے اسی لئے منع کیا گیا ہے؛ کیوں کہ یہ چیزیں حضور قلب اور خشوع پر اثر ڈالتی ہیں۔

سخت گرمی کے موسم میں ظہر کو دیر سے پڑھنے کا حکم اسی لئے ہے کہ حضور قلب باقی رہے۔ علامہ ابن القیمؒ کے بقول: ''سخت گرمی میں نماز پڑھی جائے تو خشوع نہیں رہتا، آدمی بادلِ ناخواستہ عبادت کرتا ہے، شارع کی حکمت کا تقاضا یہ ہوا کہ ظہر کو مؤخر کیا جائے؛ تاکہ بندہ حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کا مقصود خشوع وانہماک حاصل ہوسکے''۔ (الوابل الصیب ۲۲)

(۲۱) منقش کپڑے میں نماز سے اجتناب

نمازی کے کپڑے سادہ ہونے چاہئیں، منقش کپڑے نماز میں دل کو غافل اور مشغول کر دیتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک منقش چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے لگے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً وہ چادر اتار دی اور فرمایا کہ مجھے اس کے نقش ونگار نے نماز سے غافل کر دیا۔ وہ چادر حضرت ابوجہمؓ نے آپ کو ہدیہ کے طور پر دی تھی، آپ نے فرمایا کہ یہ چادر ابوجہمؓ کو دے آؤ (چوں کہ وہ نابینا تھے؛ اس لئے اس کے نقوش ان کی نماز میں خشوع پر مؤثر نہ ہوسکتے تھے) اور ابوجہمؓ کی انجانیہ (انجان کی بنی ہوئی سادہ چادر) لے آؤ (تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہو) (صحیح مسلم)

جب بے جان تصویروں اور نقوش کا یہ حال ہے تو جان دار تصاویر کی ممانعت بدرجۂ اولیٰ ہوگی۔

(۲۲) کھانے کی موجودگی میں نماز نہ پڑھنا

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے:

لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ. (صحیح مسلم)

ترجمہ: کھانے کی موجودگی میں نماز نہ پڑھی جائے۔

اگر کھانا سامنے ہوگا اور اس کی رغبت دل میں ہوگی تو نماز کا اصل مقصود خشوع حاصل نہ ہو پائے گا؛ کیوں کہ دل نماز کے بجائے کھانے میں اٹکا ہوا رہے گا۔ حدیث میں وارد ہوا ہے:

اِذَا قَرُبَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَابْدَؤُا بِهٖ قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوْا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَائِكُمْ.

ترجمہ: جب شام کا کھانا سامنے ہو اور نماز مغرب کا وقت آ جائے تو نماز ادا کرنے سے پہلے کھانا کھالو، جلدی نہ کرو۔

مزید فرمایا گیا:

اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ وَلَا يُعَجِّلَنَّ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ. (بخاری: باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلاۃ)

ترجمہ: جب شام کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور نماز شروع ہو جائے، تو پہلے کھانا کھاؤ، اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہی نماز ادا کرو۔

(۲۳) استنجا کے تقاضے کے وقت نماز نہ ادا کرنا

استنجا کے تقاضے کے وقت نماز ادا کی جائے، تو نماز خاشعانہ روح سے محروم رہتی ہے،

دل نماز کے لئے یکسو نہیں رہتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

نَهیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ. (ابن ماجة)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو پیشاب کے تقاضے کے وقت اسے روک کر نماز ادا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسی لئے پہلے تقاضا پورا کرنے کا حکم ہے، چاہے جماعت فوت ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّذْهَبَ الْخَلَاءَ وَقَامَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ. (ابو داؤد شریف)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے جانا چاہے اور نماز شروع ہو جائے تو پہلے وہ قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔

(۲۴) نیند کے غلبہ کے وقت نماز نہ پڑھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِی الصَّلَاةِ فَلْيَنَمْ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا يَقُوْلُ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو وہ سو جائے، یہاں تک کہ نیند ختم ہو جائے اور وہ سمجھنے لگے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے (تب وہ نماز ادا کرے)۔

دوسری حدیث میں ہے:

اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّیْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ

عَنْـهُ النَّوْمُ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی وَهُوَ نَاعِسٌ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّهٗ یَسْتَغْفِرُ فَیَسُبُّ نَفْسَهٗ. (بخاری شریف)

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو وہ سو جائے، یہاں تک کہ نیند ختم ہو جائے؛ کیوں کہ اگر اونگھ کے عالم میں نماز پڑھے گا، تو ممکن ہے کہ دعا کے بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔

یہ حکم نوافل میں تو ہے ہی، فرائض میں بھی اگر وقت میں وسعت ہو تو یہی حکم ہے۔

(۲۵) سونے والے اور گفتگو میں مشغول شخص کے پاس نماز نہ پڑھنا

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ. (ابو داؤد شریف)

ترجمہ: سونے والے اور بات کرنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بات کرنے والے کی گفتگو اور سونے والی کی بعض حرکات مثلاً (خروجِ ریح وغیرہ) نماز سے غفلت اور خشوع سے محرومی کا سبب ہوتی ہیں؛ لیکن اگر سونے والے کی حرکات سے امن ہو جائے اور غفلت کا خطرہ نہ ہو، تو پھر سونے والے کے پاس نماز ادا کی جاسکتی ہے؛ کیوں کہ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوتی رہتی تھیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے رہتے تھے۔ (مسئلہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فتح الباری باب الصلاۃ خلف النائم)

(۲۶) کنکری درست نہ کرنا

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے:

لَا تَمْسَحْ وَاَنْتَ تُصَلِّیْ، فَاِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَوَاحِدَةً. (ابو داؤد)

ترجمہ: دورانِ نماز کنکری نہ چھوؤ، اگر درست کرنا ضروری ہو تو بس

ایک بار درست کرو۔

جائے سجدہ میں کنکریاں ہوں تو انہیں ایک دو بار درست کیا جا سکتا ہے، بار بار انہیں چھونا ممنوع ہے؛ کیوں کہ یہ عمل کثیر ہے، جو نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ نیز اس سے خشوع جاتا رہتا ہے اور دل کی یکسوئی ختم ہو جاتی ہے۔

اسی حکم میں بے ضرورت ناک، داڑھی اور پیشانی وغیرہ چھونا ہے؛ کیوں کہ اصل مشغولیت نماز میں ہونی چاہئے، دوسری چیزوں کی طرف توجہ نہ ہونی چاہئے۔ ارشاد نبوی ہے:

اِنَّ فِیُ الصَّلَاۃِ شُغُلاً۔ (فتح الباری ۷۲/۳)

ترجمہ: نماز میں مکمل مشغولیت ہے۔

(۲۷) بہت زور سے قرأت نہ کرنا

حدیث نبوی ہے:

اَلاَ اِنَّ کُلَّکُمُ مُنَاجٍ رَبَّہٗ، فَلاَ یُؤْذِیَنَّ بَعُضُکُمُ بَعُضاً، وَلَا یَرُفَعُ بَعُضُکُمُ عَلیٰ بَعُضٍ فِیُ الُقِرَاءَ ۃِ۔ (ابو داؤد شریف)

ترجمہ: سنو! تم میں سے ہر ایک (نماز میں) اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے، تو کوئی دوسرے کو ہرگز تکلیف نہ پہنچائے، اور بہت بلند آواز سے قرأت نہ کرے (کہ دوسرے کو دشواری اور اذیت ہو، اور اس کا خشوع متأثر ہو)

(۲۸) التفات نہ کرنا

التفات کے معنی متوجہ ہونے کے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) نماز کے دوران دل کا غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونا (۲) نگاہ کا دوسری طرف متوجہ ہونا، یہ دونوں قسمیں ممنوع ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

لَا یَزَالُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مُقُبِلاً عَلَی الُعَبُدِ وَھُوَ فِیُ صَلَاتِہٖ

مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ. (ابو داؤد شریف)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندہ پر مسلسل اپنی عنایت رکھتا ہے جب تک بندہ نماز میں التفات نہیں کرتا ہے، جب بندہ التفات کر لیتا ہے، تو اللہ اپنی عنایت کھینچ لیتا ہے۔

حدیث میں التفات کو شیطانی اثر قرار دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے:

اِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ. (بخاری شریف: باب الاتفات فی الصلاۃ)

ترجمہ: یہ ایک اچک لینا ہے کہ شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔

نمازی کی توجہ الی اللہ شیطان کے لئے نا قابل برداشت ہے، اس لئے وہ نمازی کی توجہ کو اچک لیتا ہے اور خشوع وخضوع کو غارت کر دیتا ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے، یہ نماز میں نقصان کا باعث ہے۔ ترمذی شریف کی ایک روایت میں التفات کو نماز کی یا نماز کے خشوع کی ہلاکت کا سبب بتایا گیا ہے۔

بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے صنیع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اختیاری وغیر اختیاری دونوں طرح کا التفات نماز میں خلل انداز ہوتا ہے اور نقصان دہ ہوتا ہے۔

(۲۹) آسمان کی طرف نظر نہ اٹھانا

حدیث میں آیا ہے کہ:

مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ فِيْ صَلَاتِهِمْ، لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ. (بخاری شریف: باب رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ)

ترجمہ: کچھ لوگوں کا عجیب حال ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نماز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، یا تو وہ لوگ اس چیز سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہوں کو اچک لیا جائے گا۔

نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا مکروہِ تحریمی ہے، ایسا کرنے پر بصارت چھین لئے جانے کی وعید ہے، یہ لاپرواہی اور گستاخی کی علامت ہے، اور تواضع وانکساری کے خلاف ہے، بالکل ظاہر ہے کہ ایسا کرنا خشوعِ صلاۃ کو ختم کرڈالتا ہے۔

(۳۰) دورانِ نماز نہ تھوکنا

تھوکنے کے سلسلہ میں متعدد احادیث ہیں۔ایک حدیث شریف میں ہے:

اَلْبُزَاقُ فِیْ الْمَسْجِدِ خَطِیْئَۃٌ وَ کَفَّارَتُھَا دَفْنُھَا. (متفق علیہ)

ترجمہ: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کردیا جائے۔

دوسری حدیث میں یہ ہے کہ دورانِ نماز سامنے اور دائیں جانب نہ تھوکا جائے، ضرورت ہو تو بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوک لیا جائے۔ (بخاری شریف: باب لا یبصق عن یمینہ)

امام نوویؒ نے احادیث کی روشنی میں یہ فرمایا ہے کہ مسجد میں تھوکنا گناہِ کبیرہ ہے، مجبوراً ہو یا اختیاراً، اگر تھوک دیا تو گناہ کیا۔اب اس کا کفارہ یہ ہے کہ مسجد کا فرش پختہ نہ ہو تو اسے دفن کردیا جائے، پختہ ہو تو صاف کردیا جائے، مسجد میں دورانِ نماز تھوکنے کی ضرورت پیش آجائے تو اپنے کپڑے ہی میں تھوک لیا جائے، آگے دائیں بائیں نہ تھوکا جائے اور اگر مسجد کے باہر نماز ادا کی جارہی ہو اور تھوکنے کی ضرورت پیش آجائے تو بھی جانب قبلہ اور داہنی جانب کا احترام کیا جائے اور سامنے اور دائیں نہ تھوکا جائے، ہاں بائیں جانب (بشرطیکہ اور کوئی نہ ہو) اور اپنے پیر کے نیچے تھوکا جاسکتا ہے، حتی المقدور نماز میں تھوکنے سے بچنا چاہئے۔

(۳۱) جمائی کو روکنے کی کوشش

حدیث شریف میں ہے:

اِذَا تَثَاءَ بَ اَحَدُ کُمْ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ. (مسلم شریف)

ترجمہ: جب کسی کو جمائی آئے تو حتی الامکان روکے؛ کیوں کہ جمائی کے وقت شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔

مزید یہ بھی منقول ہے کہ شیطان اس وقت ہنستا ہے؛ اس لئے خشوع کی روح باقی رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دورانِ نماز جمائی روکنے کی کوشش کی جائے، اور نہ رک سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لیا جائے۔

(۳۲) کوکھ پر ہاتھ نہ رکھنا

حدیث شریف میں ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِخْتِصَارِ فِیْ الصَّلاۃِ. (مسلم شریف)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ:

اَلتَّخَصُّرُ رَاحَةُ اَهْلِ النَّارِ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰهِ. (بیہقی)

ترجمہ: کوکھ پر ہاتھ رکھنا نعوذ باللہ اہل جہنم کی راحت ہے۔

نیز یہ شیطانی طریقہ ہے، اور اس سے حضور قلب پر اثر پڑتا ہے، اسی لئے اس سے منع کیا گیا ہے۔

(۳۳) سدل نہ کرنا

حدیث میں آیا ہے:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّدْلِ فِيْ الصَّلاَةِ وَاَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ. (ابو داؤد شریف)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل کرنے اور اپنا منہ بند کرنے اور ڈھانکنے سے منع کیا ہے۔

نماز میں منہ ڈھانکنا اگر کسی ضرورت سے ہو تب تو کوئی حرج نہیں، بلاضرورت اس سے منع کیا گیا ہے۔سدل کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) کپڑا سر اور کندھے پر رکھ لیا جائے اور اس کے اطراف نیچے کو لٹکتے رہیں۔

(۲) چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ ہاتھ اندر داخل کر لئے جائیں اور اسی حالت میں رکوع سجدہ کیا جائے۔

(۳) پائجامہ اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکایا جائے۔

(۴) شریعت میں اور شرفاء کے عرف میں لباس پہننے کا جو طریقہ اور ہیئت موجود ہے اس کے خلاف کیا جائے۔

ان چاروں معنی کے اعتبار سے ''سدل'' مکروہ ہے، پہلے دو طریقے یہودیوں سے منقول ہیں، اور یہ سب خاشعانہ کیفیت میں خلل انداز ہیں۔

(۳۴) جانوروں کی مشابہت اختیار نہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، اور سب سے عمدہ ساخت پر پیدا کیا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی جانوروں کی ہیئت ومشابہت اختیار نہ کرے، نماز میں بطور

خاص اس سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس سے خشوع میں فرق پڑتا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جلدی کرنا اور کوّے اور مرغے کی طرح ٹھونگ مارنا، کتے کی طرح بیٹھنا (کہ دونوں سرین پر بیٹھے اور رانوں کو کھڑا کر کے دونوں گھٹنے سینے سے لگالے اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھ لے) اور لومڑی و دیگر درندوں کی طرح ہاتھ بچھا کر مسنون ہیئت کے خلاف بیٹھنا اور گھوڑوں کی دم کے ہلنے کی طرح ہاتھ جھاڑنا اور اونٹ کی طرح جگہ خاص کر لینا (اونٹ اپنی خاص جگہ پر ہی بیٹھتا ہے، دوسری جگہ نہیں بیٹھتا، اسی طرح نماز میں جگہ خاص کر لینا اور دوسری جگہ مسجد میں نماز نہ پڑھنا) سب ممنوع ہے۔ (یہ روایات مسند احمد ۳۱۱/۲ میں موجود ہیں)

○●○

ساتواں باب

لمحۂ فکریہ

ایمانی نماز کی جامعیت

حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ نماز صرف جسمانی حرکتوں کا خشک و بے روح نظام نہیں ہے؛ بلکہ وہ ایسا عمل ہے جس میں جسم، عقل اور دل سب کا حصہ اور نمائندگی ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ رقم طراز ہیں: ''جسم کے حصے میں قیام اور رکوع وسجود آیا ہے، زبان کے حصے میں تلاوت وتسبیح آئی ہے، عقل کے حصے میں تدبر وتفکر آیا ہے، قلب کے حصہ میں خشوع وانابت اور رقت وکیفیت آئی ہے اور قرآنِ مجید میں ان تینوں کا ذکر موجود ہے، جسم کے اعمال کی طرف ان آیتوں میں ارشاد ہے:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. (البقرۃ: ۲۳۸)

ترجمہ: اور اللہ کے سامنے عاجزوں کی طرح کھڑے رہا کرو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوْا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (الحج: ۷۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو، اور نیکی کرتے رہو؛ تاکہ کچھ فلاح پاؤ۔

عقل کے اعمال کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ. (النساء: ۴۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو، یہاں تک کہ جو کچھ کہتے ہو، اسے سمجھنے لگو۔

اورقلب کےاعمال کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ. (المؤمنون: ۱-۳)

ترجمہ: یقیناً وہ مؤمنین فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے والے ہیں۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَّطَمَعاً وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ. (السجدة: ۱۶)

ترجمہ: ان کے پہلو خواب گاہوں سے علاحدہ رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کو وہ پکارتے ہیں، خوف سے اور امید سے، اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

انسان، جسم، عقل اور دل تینوں چیزوں کا مجموعہ ہے، اور اسی لحاظ سے نماز میں جو اس دین کا سب سے بڑا مظہر ہے، انسانی فطرت کے تمام بنیادی شعبوں اور نمایاں پہلوؤں کی نمائندگی موجود ہے۔ (ارکانِ اربعہ ۴۷-۴۸)

فی الواقع نماز سے زیادہ جامع کوئی عبادت نہیں، وہ انسان کے پورے ظاہر اور باطن کا ذکر ہے، اس میں قلب وقالب، دل وزبان اور تمام اعضاء جسمانی ایک مخصوص ترتیب وتناسب کے ساتھ ذکر الٰہی اور عبودیت کے مظاہرہ میں ہم آہنگ ہو کر شریک ہوتے ہیں۔ پورا جسم انسانی نماز میں سر سے پاؤں تک بندگی اور نیاز کی تصویر بنا رہتا ہے، کبھی دست بستہ قیام ہوتا ہے، کبھی جسم جھک جاتا ہے، کبھی پیشانی زمین پر رکھ کر بندگی کا آخری مظاہرہ ہوتا ہے، اس لحاظ سے نماز تمام عبادتوں میں سب سے منفرد، جامع اور مکمل عبادت ہے، وہ مؤمن کے حق میں ایسی ہے جیسے مچھلی کے لئے پانی، اور وہی مؤمن کی جائے پناہ اور جائے امن ہے۔

موجودہ ذلت ونکبت کا راز

مسلمانوں پر اس وقت جو ذلت ونکبت، پستی وبگاڑ، مغلوبیت اور احساسِ کمتری مسلط ہے، اس کے مختلف اسباب ہیں، مگر اس کا اصل اور بنیادی سبب اور راز یہی ہے کہ مسلمان بالعموم اقامت صلاۃ کے فرض سے غافل ہیں، خاشعانہ روح ناپید ہے، حضور قلب کی دولت معدوم ہے، اخلاص واحسان کی کیفیت مفقود ہے، نمازوں کی ناقدری ولاپروائی عام ہے۔

حدیث میں اس صورتِ حال کی پیشن گوئی ملتی ہے:

اَوَّلُ شَیْءٍ یُرْفَعُ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَلْخُشُوْعُ حَتّٰی لاَ تَرٰی فِیْهَا خَاشِعاً. (طبرانی)

ترجمہ: اس امت میں سب سے پہلے خشوع اٹھالیا جائے گا، یہاں تک کہ تمہیں امت میں ایک بھی خشوع والا نہ ملے گا۔

حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:

اَوَّلُ مَا تَفْقُدُوْنَ مِنْ دِیْنِكُمْ اَلْخُشُوْعُ، وَاٰخِرُ مَا تَفْقُدُوْنَ مِنْ دِیْنِكُمْ اَلصَّلاةُ، وَرُبَّ مُصَلٍّ لَا خَیْرَ فِیْهِ، وَیُوْشِكُ اَنْ تَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَلاَ تَرٰی فِیْهِمْ خَاشِعاً.

(مدارج السالکین ۱/۵۵۹)

ترجمہ: سب سے پہلے خشوع اٹھالیا جائے گا، اور سب سے آخر میں نماز اٹھائی جائے گی، بہت سے نمازی ایسے ہوں گے جن میں کوئی خیر نہ ہوگی (یعنی وہ رسمی نماز ادا کرتے ہوں گے نہ کہ ایمانی وحقیقی) وہ زمانہ آنے کو ہے کہ جب تم مسجد میں جاؤ گے اور تمہیں ایک بھی خشوع والا نہ ملے گا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ایسے دل سے پناہ مانگا کرتے تھے جو خشوع والا نہ ہو۔ فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ.

ترجمہ: خدایا میں اس دل سے پناہ کا خواہاں ہوں جو خشوع کی دولت سے محروم ہو۔

بعض اسلاف کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ: ''نماز کی مثال ایک باندی کی سی ہے، جسے بادشاہ کی خدمت میں نذرانے کے طور پر پیش کیا جائے، اب ظاہر ہے کہ جو بادشاہ کو معذور، بیمار، اندھی، لنگڑی، بدشکل باندی ہدیہ کرے، تو اس میں اور مردہ باندی دینے والے میں کیا فرق ہوگا؟ ایسے ہی نماز بندے کی طرف سے احکم الحاکمین کی خدمت میں نذرانہ ہے، اللہ وہی نماز قبول کرتا ہے جو پاکیزہ، حقیقی، باروح، خشوع کے سانچے میں ڈھلی ہوئی اور حضور قلب کی دولت سے مالا مال ہو، رسمی، سطحی، بے روح، خشوع سے محروم اور ریاکارانہ نماز کو اللہ رد کردیتا ہے۔ (مدارج السالکین ۱/۵۲۶)

حرفِ آخر

علامہ سید سلیمان ندوی رقم طراز ہیں:

ان تمام امور کو سامنے رکھنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز اسلام کا اولین شعار، اور اس کے مذہبی واجتماعی وتمدنی وسیاسی واخلاقی مقاصد کی آئینہ دار ہے، اسی کی شیرازہ بندی سے مسلمانوں کا شیرازہ بندھا اور اسی کی گرہ کھلنے سے اس کی نظم وجماعت کی ہر گرہ کھل گئی ہے، مسجد مسلمانوں کے قومی اجتماع کا مرکز اور نماز اس مرکزی اجتماع کی ضروری رسم تھی، جب مسلمان زندہ تھے ان کے ہر اجتماع کا افتتاح نماز سے ہوتا تھا، ان کی ہر چیز اسی کے تابع اور اسی کے زیرِ نظر ہوتی تھی، ان کی نماز کا گھر ہی ان کا دار الامارہ تھا، وہی دار الشوریٰ تھا، وہی بیت المال تھا، وہی صیغۂ جنگ کا دفتر تھا، وہی درس گاہ اور وہی معبد تھا۔ نماز کو چھوڑ کر مسلمان صرف قالبِ بے جان، شرابِ بے نشہ اور گلِ بے رنگ وبو ہو کر رہ جاتا ہے، اور رفتہ رفتہ اسلامی جماعت کا ایک ایک شعار اور ایک ایک امتیازی خصوصیت اس سے رخصت ہوجاتی ہے، اسی لئے نماز اسلام کا اولین شعار ہے اور اسی کی زندگی سے اسلام کی زندگی ہے''۔ (سیرت النبیؐ ۱۰۵/۵)

مراجع ومصادر

قرآنیات

القرآن الکریم

تفسیر معارف القرآن — مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیو بندیؒ

تدبر قرآن — مولانا امین احسن اصلاحیؒ

تفسیر بیان القرآن — حکیم الامت حضرت تھانویؒ

ترجمان القرآن — مولانا ابوالکلام آزادؒ

تفسیر ماجدی — مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

تفسیر عثمانی — علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

تفسیر ابن کثیر — امام ابن کثیرؒ

الجامع لاحکام القرآن — علامہ قرطبیؒ

جامع البیان — امام طبریؒ

تفسیر مظہری — قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان — علامہ ابن سعدیؒ

تفسیر حقانی — مولانا عبدالحق حقانیؒ

دلیل الموضوعات فی آیات القرآن الکریم — اسامہ کامل ابوشقرا

کتب احادیث

صحیح الامام بخاری — امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

صحیح الامام مسلم — امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ

جامع ترمذی — امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ
سنن النسائی	امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ
مسند الامام احمد	امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ
المستدرک	ابوعبداللہ محمد الحاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
المعجم الکبیر	علامہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ
الترغیب والترہیب	علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ
مسند البزار	امام بزار رحمۃ اللہ علیہ
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ	علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
مشکاۃ المصابیح	خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
ریاض الصالحین	امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
فتح الباری شرح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
شعب الایمان	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
فیض القدیر	علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ
عون المعبود	علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح	ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ
فضائل نماز	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ
ایضاح البخاری شرح بخاری	مولانا ریاست علی بجنوری مدظلہ العالی
منتخب احادیث	مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب فقہ واسلامیات

مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام	امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

ہدایہ	علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ
مدارج السالکین	علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ
کتاب الروح	علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ
تعظیم قدر الصلاۃ	
التذکار فی افضل الاذکار	علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ
الخشوع فی الصلاۃ	علامہ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ
زاد المعاد	علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ
الفتح الربانی	
صفۃ صلاۃ النبیؐ	علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ
کتاب الصلاۃ وحکم تارکھا	علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ
احیاء علوم الدین	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
حجۃ اللہ البالغۃ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نماز کی حقیقت	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ
حقیقتِ نماز	مولانا امین احسن اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ
ارکانِ اربعہ	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
سیرت النبیؐ	علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
حیاۃ الصحابہ	مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
الوابل الصیب من الکلم الطیب	علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ
فصول اسلامیۃ	علی الطنطاوی رحمہ اللہ
رحمۃ اللہ الواسعۃ	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ

مصنف کی مطبوعہ علمی کاوشیں

● اسلام میں عفت وعصمت کا مقام

یہ کتاب عفت وعصمت کے موضوع پر انتہائی تفصیلی اور اہم پیش کش ہے، اپنے مندرجات کی جامعیت اور نصوص کی کثرت کی بنیاد پر اپنے موضوع پر اردو زبان میں انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، ملک وبیرونِ ملک کے اکابر علماء کے تأثرات وتقریظات سے آراستہ ہے۔ مختصر سے عرصہ میں اس کے تین ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں، یہ کتاب بجا طور پر اس قابل ہے کہ عوام وخواص، علماء وعوام، مرد وعورت سبھی اس کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

● اسلام میں صبر کا مقام

یہ کتاب صبر کے موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، فاضل مصنف نے اس کتاب میں جدید اسلوب میں قرآن وحدیث، آثار صحابہ کی روشنی میں صبر کے مقام، اس کی اہمیت اور ضرورت کے متعدد پہلوؤں کو کافی شرح وبسط کے ساتھ واضح کیا ہے، صبر وشکر کے تقابلی تجزیے پر مصنف نے بے حد قیمتی باتیں تحریر کی ہیں، دور حاضر کے ہر نوجوان کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

● ترجمان الحدیث

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ اور تعمیر سیرت واخلاق کے متعلق ڈیڑھ سو صحیح ترین احادیث نبویہ کی مدلل اور عام فہم اسلوب میں عالمانہ تشریح کی گئی ہے۔ یہ کتاب بجا طور پر اس قابل ہے کہ اپنے مواد کی علمیت اور افادیت کی وجہ سے اسے مساجد اور اجتماعی مجالس میں سنایا اور پڑھایا جائے۔

● اسلام اور زمانے کے چیلنج

موجود معاصر حالات کے تناظر میں مصنف کے اشہب قلم سے نکلی ہوئی پرسوز، پردرد اور واقعیت پسندی پر مبنی فکری تحریروں کا یہ مجموعہ موجودہ صورتِ حال میں ہر مسلمان کے لئے راہبر اور فکری غذا فراہم کرتا ہے، جو بات بھی لکھی گئی ہے باحوالہ اور نصوص کی روشنی میں ہے۔

● سیرتِ نبویہ قرآنِ مجید کے آئینے میں

یہ کتاب قرآن کی روشنی میں سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع اور روشن پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے، قرآنی سیرت کے موضوع پر یہ اردو زبان میں پہلی باضابطہ کتاب ہے، جس میں سیرت طیبہ کو تاریخی ترتیب کے ساتھ قرآنی بیان کے آئینہ میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، اسلوبِ بیان بے حد پرکشش اور اچھوتا ہے۔ کتاب کے متعدد ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔

● عظمتِ عمر کے تابندہ نقوش

یہ کتاب عربی کے مشہور ادیب شیخ علی طنطاوی کی پراثر تحریر "قصۃ حیاۃ عمرؓ" کی ترجمانی ہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمے سے مزین ہے، کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت وعبقریت کے نمایاں پہلو بہت دل نشیں اور ساحرانہ اسلوب میں اجاگر کئے گئے ہیں، سیرتِ عمر پر یہ کتاب عمدہ اور قابل قدر اضافہ ہے۔

● گناہوں کی معافی کے طریقے اور تدبیریں

یہ کتاب صحیح ترین احادیث نبویہ کی روشنی میں گناہوں کی معافی کے مختلف طریقوں کو محیط ہے، اس میں گنہ گاروں کو مایوسی سے بچنے کی تاکید اور توبہ کی تحریک اور عمل صالح کی ترغیب ملتی ہے، ہر مسلمان نوجوان کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

● گلہائے رنگارنگ

تین جلدوں پر مشتمل یہ وقیع کتاب قرآن وسنت کی انقلابی تعلیمات، اصلاحِ قلب ونفس ومعاشرہ، اسلام کے خلاف پھیلائے گئے مغالطوں اور شکوک وشبہات کی مکمل اور مدلل تردید کو محیط عام فہم اور دل نشیں اسلوب میں بیش قیمت اور فکر انگیز تحریروں کا مجموعہ ہے۔اس کتاب کا پہلا ایڈیشن بہت جلد مقبول ہوا، اب دوسرا ایڈیشن زیر طباعت ہے۔

● مفکر اسلام: جامع کمالات شخصیت کے چند اہم گوشے

یہ کتاب مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہٗ کی حیات وخدمات اور ان کی تابندہ زندگی کے روشن نقوش اور نمایاں امتیازات کی جامع اور مکمل تصویر کشی ہے۔کتاب حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ کے بیش قیمت مقدمات سے مزین ہے، متعدد اہل قلم کے تأثر کے مطابق مفکر اسلام کی شخصیت پر لکھی جانے والی کتابوں میں یہ کتاب اپنے مواد کی جامعیت، اسلوب کی دل کشی اور حسن بیان کے اعتبار سے انفرادی شان رکھتی ہے۔

● علوم القرآن الکریم

یہ کتاب حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی اردو تصنیف علوم القرآن کا عربی ترجمہ ہے۔مترجم نے بہت سلیس اور شگفتہ عربی زبان میں کتاب کو اردو سے منتقل کیا ہے، شروع میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کا مقدمہ زینت کتاب ہے۔

● اسلام میں عبادت کا مقام

یہ کتاب عبادت کے موضوع پر انتہائی جامع اور محیط کتاب ہے، جس میں عبادت کے تمام پہلوؤں کا کتاب وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔عوام اور خواص سب کے لئے یکساں مفید ہے۔

● اصلاح معاشرہ اور تعمیر سیرت واخلاق

یہ کتاب معاشرتی اصلاح اور سیرت وکردار کی تعمیر کے تعلق سے بے حد مفید اور جامع کتاب ہے، جس میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کا ذکر بڑی تفصیل سے اور وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے، دور حاضر میں ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

● اسلام دین فطرت

یہ کتاب مذہب اسلام کے امتیازات اور اس کی انسانیت نواز تعلیمات کو واضح کرتی ہے، اس میں اسلام کی جامعیت، واقعیت، حقیقت پسندی، ربانیت، امن واسلامتی، اخوت ووحدت، مساوات واجتماعیت جیسے متعدد اہم گوشوں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ ہر باذوق کے لئے قابل مطالعہ ہے۔

● دیگر رسائل:

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن عناوین

سچ اور جھوٹ کتاب وسنت کی روشنی میں ایک جائزہ

اسلام کا جامع اور مؤثر ترین تعزیری نظام

کچھ یادیں کچھ باتیں

اسلام اور دہشت گردی

● عربی کتب:

علوم القرآن الکریم

وان المساجد للّٰہ

لمعات من الاعجاز القرآني البديع

اصول المعاش الاسلامی فی ضوء نصوص الکتاب والسنة......

نظرة عابرة علی القضاء والقضاة فی الاسلام

بحوث علمیة فقهیة

○●○